ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23 فروری تا یکم مارچ 2006ء

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

ذرا نم ہو تو یہ مٹی......

امت مسلمہ کے لیے قرآنی لائحہ عمل

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

نصاب تعلیم میں تبدیلی

سوڈان کی مہدیہ تحریک

یادوں کی تسبیح (22)

ہولوکاسٹ اور مغربی آزادیٔ صحافت

نازیبا کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف
تنظیم اسلامی کراچی کا احتجاجی مظاہرہ

تفہیم المسائل

عالم اسلام

دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

نبی اکرم ﷺ کا خصوصی اُسوہ

نبی اکرم ﷺ کا اصل اور خصوصی اسوہ کون سا ہے؟ یہ اسوۂ حسنہ آپؐ کا وہ صبر وثبات‘ اللہ کے دین کے لئے سرفروشی اور جاں فشانی ہے جو ہمیں غزوۂ احزاب میں نظر آتی ہے۔ آپؐ کا یہ حال تھا کہ آپؐ اپنے جان نثاروں کے شانہ بشانہ اور قدم بقدم ہی نہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہر مشقت میں شریک تھے۔ کوئی تکلیف ایسی نہ تھی جو دوسروں نے اٹھائی ہو اور آپؐ نے نہ اٹھائی ہو۔

یہ نہیں تھا کہ کہیں زرنگار خیمہ علیحدہ لگا دیا گیا ہو اور قالین بچھا دیئے گئے ہوں اور وہاں حضور ﷺ آرام فرما رہے ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم ہی خندق کھودنے کے لئے کدالیں چلا رہے ہوں۔ بلکہ معاملہ یہ تھا کہ خندق کھودنے والوں میں آپؐ بھی شامل تھے۔ کدالیں چلاتے ہوئے صحابہؓ کرام بیک آواز کہتے: اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ اور نبی اکرم ﷺ ان کے ساتھ آواز میں آواز ملا کر فرماتے: فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃَ۔ سردی اور بھوک کی تکالیف اٹھانے میں بھی آپؐ برابر کے شریک تھے...... بھوک اور نقاہت سے کہیں کمر دہری نہ ہو جائے‘ اس خیال سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ کو اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھایا تو سرورِ عالم‘ محبوب ربّ العالمین‘ خاتم النبیین والمرسلین نے اپنا کُرتہ اٹھایا تو صحابی نے دیکھا کہ آپؐ کے شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہیں۔

محاصرے کے دوران آپؐ ہر وقت خندق میں موجود رہے اور جس طرح صحابہ کرامؓ تکان سے چُور ہو کر پتھر کا تکیہ بنا کر تھوڑی دیر کے لئے آرام کی خاطر لیٹ جاتے تھے‘ اسی طرح حضور ﷺ بھی وہیں کھلی زمین پر کچھ دیر کے لئے پتھر پر سر رکھ کر آرام فرما لیا کرتے تھے۔ یہ نہیں تھا کہ آپؐ نے استراحت کے لئے اپنے واسطے کوئی خصوصی اہتمام فرمایا ہو۔ بنی قریظہ کی غداری کے بعد جس خطرے میں سب مسلمانوں کے اہل وعیال مبتلا تھے‘ اُسی سے آپؐ کے اہلِ خانہ دوچار تھے۔ اپنے لئے یا اپنے اہل وعیال کے لئے آپؐ نے حفاظت کا کوئی خصوصی انتظام نہیں کیا تھا۔ یہ ہے اصل صورت واقعہ اور صورتِ حال جس کے تناظر میں فرمایا گیا ہے: ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ......﴾ (الاحزاب: 21) ’’تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔‘‘

— اسوۂ رسول ﷺ

ڈاکٹر اسرار احمد

الھدیٰ (222)

سورۃ النساء (آیات 101 تا 102)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَۃٌ مِّنْهُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۟ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَۃٌ اُخْرٰی لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَکَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِکُمْ وَاَمْتِعَتِکُمْ فَیَمِیْلُوْنَ عَلَیْکُمْ مَّیْلَۃً وَّاحِدَۃً ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَکُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۱۰۲﴾

’’اور جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر لوگ تم کو ایذا دیں گے۔ بے شک کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اور (اے پیغمبر) جب تم ان (مجاہدین کے لشکر) میں ہو اور اُن کو نماز پڑھانے لگو تو چاہیے کہ اُن کی ایک جماعت تمہارے ساتھ مسلح ہو کر کھڑی رہے۔ جب وہ سجدہ کر چکیں تو پرے ہو جائیں۔ پھر دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی (اُن کی جگہ) آئے اور ہوشیار اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ نماز ادا کرے۔ کافر اس گھات میں ہیں کہ تم ذرا اپنے ہتھیاروں اور سامانوں سے غافل ہو جاؤ تو تم پر یکبارگی حملہ کر دیں۔ اگر تم بارش کے سبب تکلیف میں ہو یا بیمار ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ہتھیار اُتار رکھو مگر ہوشیار ضرور رہنا۔ اللہ نے کافروں کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔‘‘

اب پھر خطاب کا رخ اہل ایمان کی طرف ہے۔ یہاں انہیں شریعت کے کچھ احکام اور عبادات کے متعلق تفاصیل بتائی جا رہی ہیں۔ فرمایا' اے مسلمانو! جب تم زمین میں سفر کرو تو کوئی حرج نہیں کہ تم نماز میں کچھ کم کر لیا کرو' اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔ یقیناً یہ کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ یہ ہے جنگ کی حالت میں قصر (صلوٰۃ الخوف) کا حکم۔ اس میں خاص طور پر اس صورت حال کا ذکر ہے جب جنگ کا ماحول ہو اور رسول اللہ ﷺ بھی ساتھ ہوں۔ اس حال میں حکم یہ ہے کہ آدھا آدھا لشکر الگ الگ نماز پڑھے۔ مگر جس گروہ کے ساتھ آپؐ نماز پڑھیں گے وہ خوش ہوں گے مگر دوسروں کو تو احساس محرومی ہوگا۔

اِس صورت حال کے لئے ایک عمدہ تدبیر بتائی گئی' وہ یہ کہ اے نبیؐ! جب آپؐ بنفس نفیس ان میں موجود ہوں تو نماز کے وقت ایک گروہ تو آپؐ کے ساتھ نماز میں کھڑا ہو' اور دوسرا گروہ اپنا اسلحہ لے کر چاک و چوبند رہے۔ پس جب آپؐ کے ساتھ نماز پڑھنے والے سجدہ میں جائیں تو وہ دوسرے گروہ کے لوگ جو نماز میں شریک نہیں وہ آپؐ کے پیچھے کھڑے رہ کر پہرہ دیں۔ اب اس کے بعد یہ ہوتا تھا کہ حضورؐ نے ایک رکعت پڑھا دی' تو آپؐ بیٹھے رہے' دوسری رکعت کے لیے نہیں اٹھے۔ یہ دوسری رکعت مسلمانوں نے خود ادا کر لی۔ اور جب انہوں نے سلام پھر لیا اور چلے گئے' دوسرے گروہ والے جو شریک نماز نہ تھے' رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف آرا ہو گئے۔ اب حضورؐ نے ایک رکعت اور پڑھی۔ اس طرح ان کی ایک رکعت حضور ﷺ کے پیچھے ہو گئی۔ اس کے بعد آپؐ نے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے اُٹھ کر پھر ایک اور رکعت (یعنی دوسری رکعت) ادا کر لی۔ اس طرح دونوں گروہ والوں کی دو رکعتوں میں سے ایک ایک رکعت حضورؐ کی امامت میں ادا ہوئی اور کوئی بھی آپؐ کی امامت کے شرف سے محروم نہ رہا۔

آگے فرمایا کہ ہاں اس دوران مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی ڈھالیں اور اسلحہ ساتھ رکھیں کیونکہ یہ کافر تو اسی تاک میں رہتے ہیں کہ تم جیسے ہی اپنے اسلحے اور ساز و سامان سے غافل ہو جاؤ' وہ تم پر ٹوٹ پڑیں۔ البتہ اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو یا بارش کی وجہ سے صورت حال ایسی ہو یا تم بیمار ہو۔ تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اپنا اسلحہ تو رکھ دو مگر ڈھال اپنے پاس ہی رکھو' تاکہ اچانک حملے کی صورت میں مدافعت تو کر سکو۔ کیونکہ تمام اسلحہ تلوار نیزہ وغیرہ اپنے جسم پر لگا ہو گا تو نماز پڑھنے میں دشواری پیش آئے گی۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے بڑا اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

فرمانِ نبویؐ

پیٹ کے بل لیٹنے کی ممانعت

چودھری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ مَرَّبِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ عَلٰی بَطْنِیْ فَرَکَضَنِیْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ: ((یَا جُنَیْدِبُ اِنَّمَا هٰذِهٖ ضِجْعَۃُ اَهْلِ النَّارِ)) (سنن ابن ماجه)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا' تو آپؐ نے اپنے قدمِ مبارک سے مجھے ہلایا اور فرمایا: ’’اے جُندُب! یہ دوزخیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

قائداعظم نے لاہور کو پاکستان کا دل قرار دیا تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد ہر عوامی تحریک کا مرکز لاہور بنا اور جو تحریک اہلِ لاہور کو متحرک نہ کر سکی، وہ دونوں میں ناکام ہو گئی۔ 1953ء کی تحریکِ ختمِ نبوت اور 1977ء کی تحریکِ نظامِ مصطفیٰ بڑی پُرجوش تحریکیں تھیں۔ دورانِ تحریک چند نوجوان اپنا غصہ ٹریفک لائٹس پر نکالتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی اومنی بس بھی اُن کے غصے کا شکار ہو جاتی تھی یا زیادہ سے زیادہ چند پرانے ٹائر جلا کر راکھ کر دیئے جاتے، لیکن بحیثیت مجموعی جلسے اور جلوس پُرامن طریقے سے نکلتے تھے۔ لیکن 14 فروری کو تحفظ ناموسِ رسالتؐ کے حوالہ سے ہونے والے مظاہرے کے دوران آسمانِ لاہور نے جس طوفانِ بدتمیزی کا نظارہ کیا وہ اہلِ لاہور کی روایات کے بالکل برعکس تھا۔ سڑک کے کنارے کھڑی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر ڈنڈے برسائے گئے اور پھر انہیں نذرِ آتش کر دیا گیا۔ کئی بنکوں اور ہوٹلوں پر حملے ہوئے۔ کئی دکانیں جلا دی گئیں، حالانکہ وہ بند پڑی تھیں۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ لوگوں کی ایک معقول تعداد ذہنی توازن کھو بیٹھی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ اُن مقامات پر ہوا جہاں تک شرکائے جلوس ابھی پہنچے بھی نہ تھے۔

یہ کون لوگ تھے اور اُن سے یہ وحشیانہ حرکات کیوں سرزد ہوئیں۔ اِس پر مختلف آراء سامنے آ رہی ہیں۔ اپوزیشن اسے سرکاری ایجنسیوں کی کارروائی قرار دے رہی ہے، جبکہ حکومت ریلی کے منتظمین کو موردِ الزام ٹھہرا رہی ہے۔ ہم اِس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ اِن کے درمیان کوئی فیصلہ کر سکیں۔ لیکن ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ ہم اِس مجنونانہ حرکت کی مذمت کر سکیں۔ کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچانا غیر اسلامی ہی نہیں، غیر انسانی فعل بھی ہے، لیکن ہمیں غور کرنا ہو گا کہ چند سو افراد ہی سہی اتنے غیر مہذب کیوں ہوئے، اُن پر درندگی کیوں غالب آ گئی۔ یہ آتش فشاں کیوں پھٹ پڑا۔ جس مقدس ہستی کی توہین کرنے کی ناکام کوشش کی گئی، اُسے تو اللہ رب العزت نے انسانوں کے لیے بلکہ ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، چنانچہ ردِعمل اُس کی تعلیمات کے بالکل برعکس کیوں ہوا۔ اِس رویہ کی محض مذمت کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اِس پر بڑی باریک بینی سے غور کرنا ہو گا کہ اچھے بھلے شہریوں نے ایسی مذموم حرکات کیوں کیں۔ 1953ء اور 1977ء میں برپا ہونے والی تحریکیں کئی ماہ پر محیط تھیں لیکن یہ نوبت نہ آئی کہ پبلک پراپرٹی کو یوں اندھا دھند تباہ و برباد کیا گیا ہو، 2006ء میں اتنی بڑی تبدیلی کیسے آ گئی۔

ہم اگر ایک جملہ میں اِن سوالات کا جواب دیں تو وہ ہے کہ تنگ آمد بجنگ آمد۔ سچ یہ ہے کہ نصف صدی سے چند ہزار خاندانوں نے پاکستان کے عوام کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ پاکستان گوانتاناموبے اور ابوغریب جیسی ایک جیل بن چکا ہے، جہاں انسان انسانوں کا خون چوس رہے ہیں۔ اُنہیں بیل کی طرح جوتا گیا ہے۔ وسائل کی بالائی سے وہ اشرافیہ جو سیاست دانوں، جرنیلوں، جاگیرداروں، وڈیروں اور افسر شاہی پر مشتمل ہے، خوب مستفید ہو رہا ہے اور وسائل کا بھوسہ یا پھوک اِس لیے تقسیم کر رہا ہے تاکہ یہ انسان نما حیوان یا کیڑے مکوڑے ہماری خدمت کے لیے زندہ رہیں۔ اِس قبضہ گروپ کی نگاہ میں جائز ناجائز اور حرام حلال کی تمیز احمقانہ سوچ ہے۔ لاہور یا پشاور میں جو لوٹ مار اور آتش زنی ہوئی ہے اُسے ڈرائنگ رومز میں بیٹھ کر غیر مہذب اور غیر شائستہ کہنے والے اور اُس سے اظہارِ نفرت کرنے والے اُس لوٹ مار کا ذکر کیوں نہیں کرتے جو سرکاری دفاتر میں، پارلیمنٹ میں، ایوانِ انصاف اور ایوانِ اقتدار میں پچاس سال سے جاری ہے۔ عوام کو بنیادی ضروریات سے محروم کر کے اُن سے جینے کا حق چھینا جا رہا ہے۔ ہر آن اُن کی عزتِ نفس پر حملہ ہو رہا ہے۔ اُن کے منہ سے نوالہ چھین کر پاؤں تلے سے زمین کھسکا کر دامن کو تار تار کر کے اُن سے مہذب بننے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ (باقی صفحہ 12 پر)

تا خلافت کی بنا، دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 15 — شمارہ 8
23 فروری تا یکم مارچ 2006ء
24 محرم تا یکم صفر المظفر 1427ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
فرقان دانش خان۔ سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرونِ پاکستان
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تیرھویں غزل

(بالِ جبریل' حصّہ دوم)

یہ حُوریانِ فرنگی' دل و نظر کا حجاب   بہشتِ مغربیاں' جلوہ ہائے پابرکاب!
دل و نظر کا سفینہ سنبھال کر لے جا   مہ و ستارہ ہیں بحرِ وجود میں گرداب!
جہانِ صوت و صدا میں سما نہیں سکتی   لطیفۂ ازلی ہے فغانِ چنگ و رباب!
سکھا دیے ہیں اسے شیوہ ہائے خانقہی   فقیہِ شہر کو صوفی نے کر دیا ہے خراب!
وہ سجدہ' روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی   اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب!
سُنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے   دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب!
ہوائے قرطبہ شاید یہ ہے اثر تیرا   مری نوا میں ہے سوز و سُرورِ عہدِ شباب!

یہ غزل اقبال نے قرطبہ (ہسپانیہ) کے دورانِ قیام میں لکھی تھی۔ علامہ صاحب اِس شہر میں عربوں کی عظمتِ رفتہ کے نقوش دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ یہ اشعار اِن تاثرات کے آئینہ دار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں تغزّل کی بجائے تفکر کا رنگ غالب ہے۔

1۔ کہتے ہیں کہ ہسپانیہ کی عورتوں کا حُسنِ ظاہری اپنے اندر ایسی زبردست کشش رکھتا ہے کہ اگر انسان عقل سے کام نہ لے تو زندگی کے اعلیٰ روحانی مقاصد سے غافل ہو جائے گا' یعنی یہ حُسن اُس کے دل و نظر کے لیے حجاب بن جائے گا۔ جو انسان اپنی عقلِ سلیم سے کام لے گا' اُس پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حسن و جمال لاکھ دلفریب سہی' لیکن یہ ''جلوہ پابہ رکاب'' کے مصداق ہے' یعنی اُس کو ثبات نہیں ہے۔

2۔ اس لیے مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اِن عارضی دلچسپیوں میں منہمک نہ ہو' یہ حُسنِ ظاہری' زندگی کے سمندر میں گرداب (بھنور) کی طرح ہے اور ہر عقل مند کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے دل و نظر (دین و ایمان) کے سفینے کو اِس بھنور سے بچائے۔

3۔ ''لطیفہ'' لطف سے مشتق ہے اور اس کے لغوی معنی ہیں' کسی کام کو ایسی مخفی تدابیر یا طریقوں سے انجام دینا جو ادراک میں نہ آ سکیں۔ یہیں سے اس کے اصطلاحی معنی پیدا ہوئے' یعنی لطیف' مادّی اور کثیف کی ضد ہو گیا۔ لطیف اسے کہتے ہیں جو ادراک سے بالاتر ہو۔ چنانچہ لطیف اللہ کی ایک صفت ہے۔ تصوّف کی اصطلاح میں لطیفہ اس باطنی قوت کو کہتے ہیں' جو نظر نہ آ سکے' اور اِس مصرع میں یہی معنی مراد ہیں۔ علامہ اقبال کہتے ہیں کہ فغان چنگ و رباب یعنی موسیقی میں جو دلکشی اور رُوحانی مسرت پائی جاتی ہے' یہ اُس مخفی قوت کی بناء پر ہے' جس کو نہ کوئی آواز ظاہر کر سکتی ہے اور نہ بذریعۂ الفاظ اس کی وضاحت ہو سکتی ہے (ہسپانیہ کے لوگ' عورت اور مرد دونوں موسیقی کے بہت دل دادہ ہیں)

4۔ صدرِ اوّل کے فقہا اور علماء میں کتابی علم کے ساتھ ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا ذوق بھی موجود تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ صوفیوں کی صحبت کے باعث دینی رہنماؤں اور پیشواؤں میں بھی گوشہ نشینی اور ترکِ جہاد کا رنگ پیدا ہو گیا۔ شیوہ ہائے خانقاہی اقبال کی خاص اصطلاح ہے اور اس سے مراد ہے ترکِ عمل یا رہبانیت۔ جب علامہ نے دیکھا کہ ہسپانیہ میں مسلمانوں نے سات سو سال تک حکومت کی' اس کے باوجود آج سارے ہسپانیہ میں ایک مسلمان کا بھی وجود نہیں تو انہوں نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر غور کیا۔ اس ضمن میں اُن پر یہ حقیقت واضح ہوئی کہ مسلمان صوفیا پر ویدانت کا غیر اسلامی رنگ غالب ہُوا' جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ انسان رفتہ رفتہ عمل' کوشش اور جہاد کی صفات سے بیگانہ ہوا۔ اس قسم کے صوفیوں نے علماء اور فقہا کو بھی متاثر کیا اور وہ بھی اِن صوفیوں کی طرح توحید کے مفہوم سے بیگانہ ہو گئے اور توحید الٰہی اُن کے نزدیک محض ایک عقیدہ بن گئی۔ خانقاہوں اور مدرسوں میں قال اللہ اور قال الرسول ﷺ کی آوازیں تو ضرور ہوتی ہیں' لیکن صوفیا اور علماء نے آن آیات اور احادیث کو بالکل نظر انداز کر دیا' جن میں جہاد کی فرضیت' اہمیت' ضرورت اور فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب پوری اُمت رہبانیت پسند ہو گئی تو جہاد کا جذبہ بھی رفتہ رفتہ بالکل ختم ہو گیا۔

5۔ شعر بالکل واضح ہے۔ صرف اتنا اشارہ کرنا ضروری ہے کہ منبر و محراب سے اگرچہ ہر مسجد مُراد ہو سکتی ہے' لیکن شعر کہتے وقت خاص ''مسجد قرطبہ'' اُن کے پیشِ نظر تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج لاہور سے فیض (مراکش) تک ساری مسجدیں اُن سجدوں کو ترس رہی ہیں' جن سے کائنات میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا۔ وجہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے والے' خواہ وہ کراچی میں ہوں یا کابل و بغداد میں' تہران میں ہوں یا قاہرہ میں' خود دوسروں سے' اہلِ مغرب کی برتری کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔ اقبال نے ایک اور جگہ درست فرمایا:

تاکجا   بے غیرتِ   دیں   زیستن
اے   مسلماں'   مُردن   است   ایں   زیستن!

6۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کے پیروکار ہی نایاب ہو گئے تو ابولہب کے پیرووں کی اذان پہاڑوں کو سیماب کی طرح کیونکر لرزا سکتی ہے۔ وہ بلال رضی اللہ عنہ کی سی' پہاڑوں کو پارے کی طرح لرزا دینے والی اذان پھر کہیں نہ سنی گئی' نہ مصر میں نہ فلسطین میں' نہ ہندوستان میں' نہ پاکستان میں۔ زمین میں لرزش پیدا کرنے والے سجدے اور پہاڑوں کو رعشۂ سیماب دینے والی اذانیں' یہ سب قصہ پارینہ ہوا۔

7۔ اقبال نے خود اپنی نفسیاتی کیفیات سے اور قلبی واردات سے اِس شعر میں ہمیں مطلع کر دیا ہے۔ قرطبہ شہر اور اُس کی فقید المثال جامع مسجد دیکھ کر اُن کی شاعری میں' مسلمانوں کی سطوت اور شوکت کے زمانے کا سوز اور سرور پیدا ہو گیا ہے۔

منبر و محراب

توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی اشاعت اور اس پر مسلمانوں کے ردِعمل کے تناظر میں

امت مسلمہ کے لیے قرآنی لائحہ عمل

سورۃ الصف کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں' امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 17 فروری 2006ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الصف کی آیات 8 تا 14 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد فرمایا: حضرات! ڈنمارک کے اخبار میں توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت انتہائی گھناؤنی حرکت ہے۔ بجائے اِس کے کہ اس ناپاک جسارت پر معذرت کی جاتی' حد درجہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُسے اظہار رائے کی آزادی کا نام دیا جا رہا ہے۔ یورپی یونین' امریکہ اور اسرائیل نے ڈنمارک کے اِس اقدام کی کھل کر تائید کی اور اُس سے اظہار یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آزادیٔ صحافت کے معاملے میں کوئی دباؤ قبول نہ کیا جائے۔ حالانکہ یہ آزادیٔ صحافت کا نہیں دوسروں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کا معاملہ ہے۔ اور یورپی اقوام کے دساتیر اور اقوام متحدہ کے چارٹر میں یہ بات شامل ہے کہ کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

ڈنمارک سے اظہار یکجہتی کے ساتھ ساتھ مغربی دنیا کے دیگر چالیس ممالک میں اِن دل آزار کارٹونوں کی اشاعت سے یہ بات عیاں ہوگئی ہے کہ یہ کارروائی حقیقت میں اسلام کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش کا حصہ ہے' جو نئی صلیبی جنگوں کا مظہر ہے۔ اِس سے واضح ہوگیا ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کے دینی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لیے تمام حدود پھلانگنے کو تیار ہیں۔ قبل ازیں گوانتاموبے کے امریکی عقوبت خانے میں قرآن مجید کی توہین کی گئی' اور بھی کئی مقامات پر جہاں جہاں امریکہ قابض ہے' اور مسلمان اُس کی قید میں ہیں' اُن کو ذہنی اذیت پہنچانے کے لیے دیگر ہتھکنڈوں کے ساتھ ساتھ توہین قرآن حکیم کا حربہ آزمایا گیا ہے۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت اور مغربی ممالک کے متعصبانہ ردعمل کے نتیجہ میں عالم اسلام میں بیداری آ رہی ہے۔ حکومت پنجاب کے اہم عہدیدار جناب مواحد حسین شاہ کا یہ کہنا بجا ہے کہ ''اب مسلمان جاگ اُٹھا ہے۔ اِس شیر کو جگا دیا گیا ہے۔'' اِسی بیداری کا مظہر پوری دنیا میں اہل اسلام کے احتجاجی مظاہرے ہیں۔ حکومتی سطح پر بھی بعض مسلمان ممالک نے پُر زور احتجاج کیا ہے۔ ایران' شام اور سعودی عرب نے سفارتی نمائندوں کو واپس بلا لیا' سعودی عرب میں تو ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ بھی کیا گیا ہے۔ اگرچہ ہماری حکومت کو جو کچھ کرنا چاہیے تھا اُس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا۔ بہرحال دنیا بھر میں مسلمان بیدار ہو رہے ہیں اور بقول اقبال ؒ

''مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے''

ہمارے ہاں عوامی سطح پر احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ اگرچہ دیر سے شروع ہوا ہے' مگر عوام نے اس ناپاک جسارت کے خلاف کھل کر اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے' تاہم اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ ان مظاہروں میں ہونے والی توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ انتہائی قابل مذمت ہے۔ اس سے عالمی سطح پر پاکستان کا امیج خراب ہوا ہے۔ ہمارا ملک پہلے ہی سازشوں کی زد میں ہے۔ بلکہ یہ سازشی ایجنسیوں کی سب سے بڑی چراگاہ ہے۔ اِس سے مغرب کو مسلمانوں کے خلاف مزید پروپیگنڈہ کا موقع مل رہا ہے۔ یہ ہماری حکومت کی شدید نااہلی کا ثبوت بھی ہے' اِس لیے کہ حکومت نے اپنا فریضہ ادا نہیں کیا۔ جن لوگوں نے ٹی وی پر ان مظاہروں کی رپورٹ دیکھی ہے' وہ بتاتے ہیں کہ کچھ چھوکرے آئے۔ انہوں نے توڑ پھوڑ شروع کر دی مگر انہیں فری ہینڈ دیا گیا۔ پولیس دیکھتی رہی مگر اُس نے کچھ نہ کیا۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ اِس کا الزام دینی جماعتوں پر دھرا جائے لیکن یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ یہ دینی جماعتوں کی کارروائی نہیں ہے بلکہ اِس میں کچھ اور عناصر ملوث ہیں جو اسلام اور پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں۔

آج ہماری بے حمیتی کا یہ حال ہے کہ عظیم المرتبت نبی ﷺ کی حرمت پر حملے کئے جا رہے ہیں' مگر مسلمان حکمرانوں میں اتنی جرأت بھی نہیں کہ اِن ممالک سے سفارتی تعلقات ہی منقطع کر لیں

سوال یہ ہے کہ اِس صورتحال میں کرنے کا اصل کام کیا ہے؟ کیا محض عوامی سطح پر احتجاجی جلسے' جلوس اور مظاہرے کیے جائیں اور بس' یا اِس سے بڑھ کر کرنے کا کام کچھ اور ہے۔ ستاون مسلم ممالک کی حکومتوں کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہماری دینی جماعتوں کو کیا کرنا چاہیے۔ اِس صورتحال کے تدارک کے لیے جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت ہے۔ ایک لائحہ عمل طے کیا جانا ضروری ہے۔ ہاں جب غور و فکر کے بعد لائحہ عمل ترتیب دے لیا جائے تو اُس پر عمل کے لیے جوش و جذبہ درکار ہے۔

اس لائحہ عمل کے سلسلہ میں پہلی اور اصولی بات یہ ہے کہ توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت اور قبل ازیں امریکہ کے زیر انتظام جیلوں میں قرآن مجید کے ساتھ انتہا درجہ کا توہین آمیز سلوک حقیقت میں اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ اور اُس کی کتاب مبین کی توہین نہیں بلکہ امت مسلمہ کی رسوائی ہے' میری اور آپ کی بے توقیری ہے۔ اگر کوئی آسمان پر تھوکے تو آسمان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا' اُس کی رفعت اور عظمت پر کوئی دھبہ نہیں ڈال سکتا۔ اُس کا نقصان اُسی کو ہوگا۔ مغرب کو اس کا نقصان یہ ہوا کہ اِس ناپاک جسارت سے اُس کی نام نہاد رواداری اور مذہبی آزادی کی حقیقت آشکارا ہوگئی ہے۔ وہ روشن خیالی اور رواداری جس کے لیے ہمارے سیکولر حکمران انہی ممالک کو ماڈل کے طور پر پیش کر رہے ہیں' جس کے لیے نصاب تعلیم سے جہاد و قتال سے متعلقہ آیات قرآنی کو نکال رہے ہیں' مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی عداوت اور دشمنی کے بیان پر مبنی آیات کو کھرچ رہے ہیں۔ معلوم ہوگیا ہے کہ رواداری کے حوالے سے اُن کا طرزِ عمل کس قدر گھناؤنا اور متعصبانہ ہے۔

رواداری کی حقیقی تعلیم تو دین اسلام نے دی ہے۔ اس نے دوسروں کے مذہبی جذبات کا اِس درجہ خیال رکھا ہے کہ اہل اسلام کو اُن کے جھوٹے خداؤں یعنی بتوں کو بھی گالیاں دینے سے منع کیا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا:

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ....﴾

(انعام: 108)

''اور جن لوگوں کو یہ مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہنا' کہ یہ بھی کہیں اللہ کو بے ادبی سے' بے سمجھے بُرا نہ کہہ بیٹھیں۔''

تاریخ گواہ ہے کہ اہل اسلام نے غیر مسلموں کے جان' مال' عزت و آبرو اور عبادت گاہوں کی اُسی طرح حفاظت کی جیسے مسلمانوں کے جان' مال اور مساجد کا تحفظ کیا۔

یہ کیسی رواداری ہے کہ دنیا کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی' مگر نہ تو اِس پر معافی مانگی گئی اور نہ ہی مغربی دنیا میں کہیں اس کے خلاف کوئی صدائے احتجاج بلند کی گئی۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا ہے کہ دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کی حیثیت اور وقعت اُن کی نظر میں چیونٹی کے برابر بھی نہیں ہے۔ اُن کی ہمیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ جیسے چاہو مسلمانوں کے

مذہبی جذبات کو مشتعل کرو اس لیے کہ ان میں کوئی دم خم نہیں ہے۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

آج ہماری حالت اُس حدیثِ رسول ﷺ کے عین مطابق ہے جس میں آپؐ نے فرمایا: عنقریب غیر مسلم قومیں تمہاری سرکوبی کے لیے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور (پھر وہ سب مل جل کر) دھاوا بول دیں گی' جیسا کہ بہت سے کھانے والے افراد ایک دوسرے کو بلا کر دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کیا: حضور! کیا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی ہوگی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ اس وقت تم تعداد میں بہت کثیر ہو گے' لیکن تمہاری حیثیت سیلاب کے کوڑا کرکٹ اور جھاگ سے زیادہ نہ ہوگی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوگا کہ دشمن قوموں کے دل سے تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور تمہارے دل ''وَھن'' کا شکار ہو جائیں گے۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! ''وَھن'' کسے کہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے نفرت۔

ظاہر ہے کہ جب دنیا اور اُس کا مال و متاع ہی انسان کی محنت و مشقت کا ہدف بن جائے تو پھر دین کی گواہی اور اُس کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینے کا نصب العین ذہن میں کیسے آ سکتا ہے۔ ایسے انسان کے ذہن میں یہ بات آ ہی نہیں سکتی کہ

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

پھر مسلمان کفار کا تر نوالہ کیوں نہ بنیں گے۔

ذرا سوچیے! ایک وقت وہ تھا جب مسلمانوں کے دبدبے کا یہ عالم تھا کہ سرزمین سندھ میں ایک مسلمان خاتون کی حرمت پامال ہوئی۔ اُس نے دہائی دی۔ جب اُس کی فریاد دربارِ خلافت تک پہنچی تو سترہ سالہ نوجوان جرنیل محمد بن قاسم کی قیادت میں ایک فوج بھیجی گئی جس نے راجہ داہر کو ہٹ دھرمی کا مزہ چکھا دیا تھا۔ اس سے دنیا کو یہ پیغام ملا تھا کہ مسلمانوں کو کوئی بھی میلی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ ایک آج کا دور ہے کہ مسلمانوں کی بے حمیتی کا یہ حال ہے کہ ہماری محبوب ترین ہستی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و امی کی حرمت پر انتہائی رکیک حملے کیے جا رہے ہیں اور مسلمان حکمرانوں میں اتنی جرأت بھی نہیں کہ ان ممالک سے سفارتی تعلقات ہی منقطع کر لیں۔ یاد رکھیے! اگر اللہ تعالیٰ نے کل مسلمانوں کو سربلندی عطا کی تھی تو سربلندی و کامرانی کا وعدہ اب بھی قیامت تک کے لیے ہے' بشرطیکہ ایمان و یقین کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران)

''اگر تم مومن ہوئے تو تم ہی سربلند ہو گے''

اصل بات یہ ہے کہ جب ہم اپنا مشن بھول گئے' دنیا کی زندگی اور اُس کی زیب و زینت کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا' تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت سے محروم ہو گئے ہیں۔

برادرانِ اسلام! یہ بات طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بالآخر اپنے دین کو غالب کرنا ہے' اگرچہ مشرکین اور کفار کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے' اگرچہ کفریہ طاقتیں خاص طور پر اُن کے سرخیل یہود توحید کے چراغ کو گل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ چنانچہ سورۃ الصف میں فرمایا:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (8)﴾

''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا' چاہے کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔''

بقول شاعر:

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چنانچہ اگلی آیت میں یہی بات نبی اکرم ﷺ کے مقصدِ بعثت اور مشن کے طور پر بیان کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (9)﴾

''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول ﷺ کو ''الہدیٰ'' اور دینِ حق کے ساتھ' تاکہ وہ اُسے کل نظامِ اطاعت پر (تمام ادیان پر) غالب کر دے' چاہے مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے''

سوال یہ ہے کہ اللہ کا دین' کل روئے ارضی پر کیسے غالب ہوگا۔ نبی ﷺ کا یہ مشن کیسے پورا ہوگا' یہ کام معجزانہ طور پر نہیں ہوگا' بلکہ اسلام کے عالمی غلبہ کے لیے ایک جان گسل محنت اور مجاہدہ ضروری ہے۔ مسلمانوں کو اس راہ میں آنے والے تمام مشکل مراحل سے گزرنا پڑے گا' اُن کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا۔

امت کی پستی کا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی پر آمادہ ہو جائے۔ مسلمان نبوی مشن یعنی اللہ کے دین کے غلبہ کے لیے اپنی جان' مال' صلاحیتوں اور اوقات کی قربانی دیں۔ اللہ کے دین کے غلبے سے اہلِ اسلام کو اُخروی فوز و فلاح اور دنیاوی شان و شوکت اور قوت حاصل ہوگی

اگر آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کو اس راہ میں سخت اذیت ناک مراحل سے گزرنا پڑا تب جا کر جزیرہ نمائے عرب میں اللہ کا دین غالب ہوا' تو یہ کیسے ممکن ہے کہ محض خواہشات اور تمناؤں سے اسلام غالب ہو جائے اور مسلمانوں کو شان و شوکت نصیب ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلی آیات میں عذابِ الیم سے چھٹکارا پانے اور دنیا میں سربلندی کے لیے مسلمانوں کو ایمان و یقین کی پختگی اور غلبہ دین کی خاطر جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کا لائحہ عمل دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (10) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (11) يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (12) وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ۭ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (13)﴾

''مومنو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے مخلصی دے (وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ' اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جس میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات ہیں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں' داخل کرے گا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) خدا کی طرف سے مدد نصیب ہوگی اور فتح عنقریب ہوگی اور مومنوں کو اس کی خوشخبری سنا دو۔''

قرآنی لائحہ عمل میں پہلی بات ہے: ﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ یعنی ''اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر پختہ یقین رکھو'' مطلب یہ ہے کہ تمہارا دعویٰ ایمان محض زبانی نہ ہو بلکہ عمل سے اُس کی تصدیق بھی ہوتی ہو۔ تمہارے اعمال گواہی دیتے ہوں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب اور اُس کے رسول ﷺ کو اللہ کا رسول مانا ہے۔ اگر عملاً اسوۂ رسول ﷺ سے تمہارا کوئی ناطہ ہی نہ ہو' بلکہ سنت کا استہزا کرتے رہو تو تمہارا عشقِ رسول ﷺ کا دعویٰ اللہ کے ہاں قبول نہیں کیا جائے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ﴿تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ﴾ یعنی ''اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور جانوں سے جہاد کرو۔'' عذابِ الیم سے چھٹکارا پانے اور نبی ﷺ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے لازمی شرط یہ بھی ہے کہ تمہیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہوگا۔ تمہیں اپنے مال بھی خرچ کرنا ہوں گے اور اپنے اوقات' اپنی صلاحیتیں اور جسم و جان کی توانائیاں بھی لگانی ہوں گی۔

تیسری بات یہ بھی ذہن میں رہے کہ ﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی ''یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھو تو'' اللہ کی راہ میں جب بھی جہاد اور قربانی کا تقاضا آتا ہے' انسان کے ذہن میں فوراً یہ وسوسہ آتا ہے کہ اگر میرے جسم و جان کی ساری توانائیاں غلبہ دین کی جدوجہد میں لگ گئیں تو میرا کاروبار کیسے ترقی کرے گا' میں بچوں کو تعلیم کیسے دلواؤں گا' وغیرہ۔ فرمایا' ایسا نہ سوچو' دین کی راہ میں جدوجہد تمہارے لیے سب سے بہتر راستہ ہے۔

آگے دنیا و آخرت میں اس پختہ ایمان اور مجاہدہ فی سبیل اللہ کی جزا بیان کی جا رہی ہے۔ اگر تم ایسا کرنے لگو تو آخرت میں اس کا اجر یہ ہے کہ ﴿يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ''وہ (اللہ) تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور تمہیں جنت میں داخل

کر دے گا' جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی"

دنیا کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت اور کامرانی عطا فرمائے گا ﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ o﴾ "اور ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں مدد نصیب ہوگی اور فتح حاصل ہوگی اور (اے نبیؐ) مومنوں کو اس کی خوشخبری سنا دو۔"

پس معلوم ہوا کہ آخرت میں کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیا میں سربلندی اُسی صورت ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہو۔ اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب ہم اُس کے بتائے ہوئے لائحہ عمل کو اختیار کریں' اُس کی اطاعت بجا لائیں اور غلبہ دینِ حق کی جدوجہد میں اپنی جان' مال اور صلاحیتوں کی قربانی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس لائحہ عمل کے بیان کے فوراً بعد مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کے مددگار بنیں۔ یعنی نبی ﷺ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا سب کچھ راہِ خدا میں لگا دیں۔ فرمایا:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ...... ﴾

"مومنو! اللہ کے مددگار بن جاؤ' جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ بھلا کون ہے' جو اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہو' حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔"

سورۃ محمد ﷺ میں یہی بات دوسرے انداز سے کہی گئی ہے' فرمایا کہ اگر تم مضبوطی واستحکام چاہتے ہو' تو اللہ کی مدد کرو یعنی اُس کے دین کے غلبہ اور احقاقِ حق کی خاطر جدوجہد کرو' اللہ تمہارے پاؤں جما دے گا۔ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ﴾

"اے اہلِ ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا' اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔"

ہماری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ توہینِ رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت حقیقت میں ملتِ اسلامیہ کی رسوائی اور توہین ہے اور یہ دراصل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہماری بداعمالیوں کے باعث امتِ مسلمہ اِس وقت اللہ کی طرف سے ذلت و مسکنت کے عذاب میں گرفتار ہے۔ مسلمانوں کی اِس رسوائی سے نجات کا اصل ذریعہ رجوع الی اللہ ہے۔ چنانچہ جہاں یہ ضروری ہے کہ

☆ اِس ناپاک جسارت پر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ سے اجتناب کرتے ہوئے پرامن' موثر احتجاجی مظاہرے کیے جائیں۔

☆ شنیع حرکت کے مرتکب ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

☆ ریاستی سطح پر مسلمان ممالک فوری طور پر ڈنمارک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کریں۔

☆ دیگر ممالک سے بھی جہاں یہ توہین آمیز خاکے چھاپے گئے ہیں' سفارتی سطح پر سخت ترین احتجاج کیا جائے۔

☆ معافی نہ مانگنے کی صورت میں "تیل کا ہتھیار" استعمال کیا جائے۔

وہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اِس صورتحال کا اصل علاج یہ ہے کہ:

☆ مسلمانانِ عالم اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اپنے ایمان و یقین کو پختہ کریں۔ احکامِ شریعت پر عمل کریں اور یہود و نصاریٰ کے طرزِ زندگی کو کلیۃً ترک کر دیں۔

☆ اللہ کے دین کی سربلندی اور نبوی ﷺ مشن کی تکمیل کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اِس کے لیے اپنی جان' مال' صلاحیتوں اور اوقات کی قربانی دیں' تاکہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو' فرزندانِ توحید آخرت میں کامیاب و کامران ہوں اور دنیا میں بھی انہیں عزت و وقار اور قوت حاصل ہو۔

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بقیہ: یادوں کی تسبیح

سورج بنا کنعان کا ٹوٹا ہوا تارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا
تم مہدیؒ سوڈان کی دعوت کی امیں ہو
بربر کی شجاعت کی حمیت کی امیں ہو
اور آج تو اخوان کی اخوت کی امیں ہو
تاریخ کی ہر زندہ روایت کی امیں ہو
ہر زندہ روایت کو کرو زندہ دوبارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا
ہے ایک ہی نغمہ کہیں اونچا کہیں مدھم
مل جائیں گی امواج سے امواج یہ باہم
ہو جائیں گے طوفانوں میں طوفان یہ مدغم
سوتے ہوں الگ چاہے مگر ایک ہے سنگم
جو نعرہ تمہارا ہے وہی نعرہ ہمارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا

جمعیت طلبہ کراچی کے تحت یہ پہلا جلسہ تھا جو نہایت ہی کامیاب رہا!

(جاری ہے)

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** کی تازہ ترین تالیف

تعارفِ قرآن
مع
عظمتِ قرآن

❁ سفید کاغذ ❁ عمدہ طباعت ❁ دیدہ زیب ٹائٹل
❁ صفحات : 176 ❁ قیمت : 90 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

اسلام کے نظامِ تعلیم و تربیت میں اجتماعِ جمعہ کی اہمیت
اور ـــــ خطبۂ جمعہ کی اہمیت اور اصل غرض و غایت سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے:

خطبۂ جمعہ
عربی متن کا ترجمہ و تشریح

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے چند خطابات جمعہ کی تلخیص

❁ عمدہ طباعت ❁ سفید کاغذ ❁ قیمت: 30 روپے

کردے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ ہے بڑی کامیابی“
دنیا کا اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح و نصرت اور کامرانی عطا فرمائے گا ﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ○﴾ ”اور ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں مدد نصیب ہوگی اور فتح حاصل ہوگی اور (اے نبیؐ) مومنوں کو اس کی خوشخبری سنا دو۔“

پس معلوم ہوا کہ آخرت میں کامیابی کے ساتھ ساتھ دنیا میں سربلندی اُسی صورت ممکن ہے جب اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہو۔ اور ایسا تب ہی ممکن ہے جب ہم اُس کے بتائے ہوئے لائحہ عمل کو اختیار کریں' اُس کی اطاعت بجا لائیں اور غلبہ دین حق کی جدوجہد میں اپنی جان' مال اور صلاحیتوں کی قربانی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ اِس لائحہ عمل کے بیان کے فوراً بعد مسلمانوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اللہ کے مددگار بنیں۔ یعنی نبی ﷺ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے اپنا سب کچھ راہ خدا میں لگا دیں۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ...... (۱۴)﴾

”مومنو! اللہ کے مددگار بن جاؤ' جیسے عیسیٰ ابن مریم نے حواریوں سے کہا کہ بھلا کون ہے' جو اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہو' حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔“

سورۃ محمد ﷺ میں یہی بات دوسرے انداز سے کہی گئی ہے' فرمایا کہ اگر تم مضبوطی و استحکام چاہتے ہو' تو اللہ کی مدد کرو یعنی اُس کے دین کے غلبہ اور احقاق حق کی خاطر جدوجہد کرو' اللہ تمہارے پاؤں جما دے گا۔ فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ (۷)﴾

”اے اہل ایمان! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا' اور تم کو ثابت قدم رکھے گا۔

ہماری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ توہین رسالت پر مبنی خاکوں کی اشاعت حقیقت میں ملت اسلامیہ کی رسوائی اور توہین ہے اور یہ دراصل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ہماری بداعمالیوں کے باعث امت مسلمہ اِس وقت اللہ کی طرف سے ذلت و مسکنت کے عذاب میں گرفتار ہے۔ مسلمانوں کی اِس رسوائی سے نجات کا اصل ذریعہ رجوع الی اللہ ہے۔ چنانچہ جہاں یہ ضروری ہے کہ

☆ اِس ناپاک جسارت پر اپنے جذبات کے اظہار کے لیے توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ سے اجتناب کرتے ہوئے پرامن' موثر احتجاجی مظاہرے کیے جائیں۔
☆ شنیع حرکت کے مرتکب ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔
☆ ریاستی سطح پر مسلمان ممالک فوری طور پر ڈنمارک سے اپنے سفارتی تعلقات منقطع کریں۔
☆ دیگر ممالک سے بھی جہاں یہ توہین آمیز خاکے چھاپے گئے ہیں' سفارتی سطح پر سخت ترین احتجاج کیا جائے۔
☆ معافی نہ مانگنے کی صورت میں ”تیل کا ہتھیار“ استعمال کیا جائے۔

وہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اِس صورتحال کا اصل علاج یہ ہے کہ:
☆ مسلمانانِ عالم اپنے گناہوں پر سچی توبہ کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر اپنے ایمان و یقین کو پختہ کریں۔ احکام شریعت پر عمل کریں اور یہود و نصاریٰ کے طرز زندگی کو کلیۃً ترک کر دیں۔
☆ اللہ کے دین کی سربلندی اور نبوی ﷺ مشن کی تکمیل کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اِس کے لیے اپنی جان' مال' صلاحیتوں اور اوقات کی قربانی دیں' تا کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو' فرزندانِ توحید آخرت میں کامیاب و کامران ہوں اور دنیا میں بھی انہیں عزت و وقار اور قوت حاصل ہو۔

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظامِ خلافت کا قیام

بقیہ: یادوں کی تسبیح

سورج بنا کنعان کا ٹوٹا ہوا تارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا
تم مہدیٔ سوڈان کی دعوت کی امیں ہو
بربر کی شجاعت کی حمیت کی امیں ہو
اور آج تو اخوان کی اخوت کی امیں ہو
تاریخ کی ہر زندہ روایت کی امیں ہو
ہر زندہ روایت کو کرو زندہ دوبارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا
ہے ایک ہی نغمہ کہیں اونچا کہیں مدھم
مل جائیں گی امواج سے امواج یہ باہم
ہو جائیں گے طوفانوں میں طوفان یہ مدغم
سوتے ہوں الگ چاہے مگر ایک ہے سنگم
جو نعرہ تمہارا ہے وہی نعرہ ہمارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا

جمعیت طلبہ کراچی کے تحت یہ پہلا جلسہ تھا جو نہایت ہی کامیاب رہا!
(جاری ہے)

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** کی تازہ ترین تالیف

تعارفِ قرآن
مع
عظمتِ قرآن

● سفید کاغذ ● عمدہ طباعت ● دیدہ زیب ٹائٹل
● صفحات : 176 ● قیمت : 90 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

اسلام کے نظامِ تعلیم و تربیت میں اجتماعِ جمعہ کی اہمیت
اور ـــــ خطبۂ جمعہ کی اہمیت اور اصل غرض و غایت سے آگاہی کے لیے مطالعہ کیجیے:

خطبۂ جمعہ
عربی متن کا ترجمہ و تشریح

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے چند خطابات جمعہ کی تلخیص

● عمدہ طباعت ● سفید کاغذ ● قیمت: 30 روپے

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

مقصد کیا ہے؟ کب کیا ہوا؟ کس نے کیا کیا؟ کس نے کیا کہا؟

توہین رسالت پر مبنی نازیبا کارٹونوں کی اشاعت' اور اُس پر عالم اسلام اور مغربی دنیا کے ردعمل کا تاریخ وار جائزہ

اخذ و ترجمہ: **سید افتخار احمد**

واقعات کا تسلسل

☆ **ستمبر** 2005 میں فلیمنگ روز ایڈیٹر روز نامہ ''جیلنڈز پوسٹن'' نے بارہ کارٹونسٹس کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ وہ بچوں کی کتاب پیغمبر اسلام ﷺ کی تمثیلی تصویریں بنائیں' حالانکہ ان کو ڈر تھا کہ انتہا پسند مسلمان ان پر قاتلانہ حملے کریں گے۔

☆ 30 **ستمبر** کو یہ تمثیلی تصویریں کارٹونز کی شکل میں ڈنمارک کے روزنامہ جیلنڈز پوسٹن نے شائع کیے۔

☆ 9 **اکتوبر** کو اسلامک سوسائٹی ڈنمارک نے ان کارٹونز کے بارے میں معافی کا مطالبہ کیا۔

☆ 17 **اکتوبر** کو مصر کے روزنامہ الفجر نے چھ کارٹونز ایک سخت مذمت آمیز مضمون کے ساتھ شائع کیے۔ لیکن حکومت مصر اور کسی مذہبی ادارے نے کوئی بیان نہ دیا۔

☆ 19 **اکتوبر** کو 11 ممالک کے سفیروں نے وزیر اعظم ڈنمارک سے ملاقات کی۔ مگر اس نے آزادیٔ صحافت (پریس) کا بہانہ بنا کر ان کا مطالبہ مسترد کر دیا۔

☆ 27 **اکتوبر** کو ڈینش کریمنل کوڈ کی دفعہ 140 اور 266B کے تحت جیلنڈ پوسٹن کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا۔

☆ 28 **اکتوبر** کو ڈینش اسلامی اداروں کی طرف سے پولیس کو بھی بتایا گیا کہ ان کارٹونز سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین کی گئی ہے جو کہ ڈنمارک کے قانون تعزیرات کے تحت جرم ہے۔

☆ **نومبر** 2005ء میں ڈنمارک کی اسلامک سوسائٹی نے شرق اوسط کا دورہ کیا تا کہ ان کارٹونز کے بارے میں انہیں مطلع کیا جائے۔

☆ 3 **نومبر** کو جرمنی کے اخبار ''فرینکفرٹر الجمنی زیٹنگ'' نے ان میں سے ایک کارٹون شائع کیا۔

☆ 7 **نومبر** کو بنگلہ دیش کی حکومت نے ڈنمارک کی حکومت سے کارٹونز کے بارے میں احتجاج کیا۔

☆ 11 **نومبر** کو ڈنمارک کے ایک اور اخبار ''ویک اینڈ اویزن'' نے پیغمبر اسلام ﷺ کے مزید دس کارٹون شائع کیے۔

☆ 24 **نومبر** کو اقوام متحدہ کے ایک خصوصی مندوب نے ڈینش مستقل مندوب برائے اقوام متحدہ سے اس کیس کی تفتیشی فائل پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔

☆ 2 **دسمبر** کو ایک اعلان شائع ہوا جس میں ظاہر یہ ہوا کہ جماعت اسلامی نے کارٹونسٹ کے قتل پر 10 ہزار ڈالر انعام کا اعلان کیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ تھی کہ حکومت پاکستان سے ان الفاظ میں اعلان کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

☆ 7 **دسمبر** کو پاکستان میں لوگوں نے ان کارٹونز کے خلاف ہڑتال کر دی۔ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر لوئس آربر نے کہا کہ ہم پہلے ہی ڈنمارک سے اس کیس کی تفتیش کر رہے ہیں۔

☆ 19 **دسمبر** کو ڈنمارک کے 22 سابق سفیروں نے وزیر اعظم ڈنمارک کے 11 ممالک کے سفیروں کا مطالبہ (19 اکتوبر) نہ ماننے پر تنقید کی۔

☆ 29 **دسمبر** کو عرب لیگ نے حکومت ڈنمارک کو اس کی بے حسی پر تنقید کا نشانہ بنایا۔

☆ **یکم جنوری** 2006ء کو نیوائر ڈے پر وزیر اعظم ڈنمارک نے اعلان کیا کہ ہمارے لیے مذہب اور صحافت برابر ہیں۔

☆ 6 **جنوری** کو ڈینش ریجنل پبلک پراسیکیوٹر نے اس کیس کی تفتیش یہ کہہ کر ختم کر دی کہ اس کیس میں حکومت کی مداخلت کا جواز نہیں بنتا اور آزادیٔ صحافت ہمارے لیے اہم ہے۔

☆ 7 **جنوری** کو سویڈن کے اخبار ''ایکسپریشن'' نے بھی دو تصویریں شائع کیں۔

☆ 10 **جنوری** کو ناروے کے عیسائی اخبار ''میگازینٹ'' نے تمام بارہ کارٹون شائع کیے۔

☆ 22 **جنوری** کو بلجیم کے اخبار ''برسلز جرنل'' نے کارٹون شائع کیے۔

☆ 23 **جنوری** کو ڈینش حکومت نے اقوام متحدہ کے مطالبہ 24 نومبر 2005ء کے جواب میں اپنا جواز پیش کیا۔

☆ 24 **جنوری** کو سعودی حکومت نے پہلا عوامی مذمت نامہ جاری کیا۔

☆ 26 **جنوری** کو سعودی عوام نے ڈینش ڈیری کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔

☆ سعودی حکومت نے اپنے سفیر کو ڈنمارک سے واپس بلا لیا۔

☆ ناروے کی وزارت خارجہ نے اپنے شرق اوسط کے سفیروں کو پیغام بھیجا کہ اگرچہ آزادیٔ تقریر ہماری سوسائٹی کا بنیادی ستون ہے۔ تاہم ہمیں افسوس ہے کہ اخبار مذکور نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا خیال نہیں رکھا۔

☆ 27 **جنوری** کو کویت نے بھی بائیکاٹ شروع کر دیا۔

☆ 28 **جنوری** کو ڈینش سفیر برائے سعودیہ نے ''امریکن ایسوسی ایٹ پریس'' کے انٹرویو میں جیلنڈز پوسٹن پر تنقید کی کہ انہوں نے اسلام کو سمجھا نہیں ہے۔ حالانکہ حکومت ڈنمارک نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا۔

☆ اسلامی کانفرنس کی تنظیم OIC نے مطالبہ کیا کہ ڈنمارک کی حکومت فوری طور پر ان کارٹونز کی مذمت کرے۔

☆ 29 **جنوری** کو لیبیا نے ڈنمارک میں اپنا سفارت خانہ بند کر دیا۔

☆ سعودی عرب میں ڈنمارک کے سفیر کے 28 جنوری کے بیان کو ڈینش پیپلز پارٹی نے سفیر کا ذاتی بیان قرار دیا' اور حکومت سے سفیر کی سرزنش کا مطالبہ کیا۔

☆ حامد کرزئی نے کارٹونز کی اشاعت کو ایک غلطی قرار دیا اور آئندہ محتاط رہنے کی توقع ظاہر کی۔

☆ یمن کی اسمبلی نے کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ OIC نے اقوام متحدہ میں ایک قرارداد پیش کی جس کے ذریعے آئندہ مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے باز رہنے کی تاکید کی گئی۔

☆ بحرین نے کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ شام نے کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ جہاد اسلامیہ نے ڈنمارک' ناروے اور سویڈن کے باشندوں کو غازہ سٹرپ خالی کرنے کے لیے 48 گھنٹے کا نوٹس دیا۔

☆ شہادت الاقصیٰ بریگیڈ نے علاقہ خالی کرنے کے لیے انہیں 72 گھنٹے کا نوٹس دیا۔

☆ قطر میں ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ شروع ہوا۔

☆ 30 **جنوری** کو جیلنڈز پوسٹن نے ایک اخباری بیان میں ڈینش اور عربی زبان میں معافی مانگ لی۔

☆ سابق صدر امریکہ بل کلنٹن نے اسے تاریخی مذہبی مخالفت کا نام دیا' اور کارٹون چھاپنے کی مذمت کی۔

☆ ڈنمارک کے وزیراعظم نے کہا کہ ذاتی طور پر وہ ان کارٹونز کا مخالف ہے مگر حکومتی عدم مداخلت پر اصرار کیا۔

☆ یورپی یونین نے ڈنمارک کی تائید کی اور کہا کہ ڈینش مصنوعات کا احتجاجی بائیکاٹ ورلڈ ٹریڈ قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

☆ جیلنڈز پوسٹن نے دوسری دفعہ اخباری بیان عربی' انگریزی اور ڈینش زبان میں دیا تاکہ غلط فہمیاں دور ہوسکیں اور ایک دفعہ پھر اسلامی سوسائٹی کے جذبات مجروح کرنے پر معافی مانگی۔

☆ 31 **جنوری** کو ڈنمارک کی مسلم ایسوسی ایشن نے وزیراعظم اور جیلنڈز پوسٹن کے 30 جنوری کے معافی نامہ پر اطمینان کا اظہار کیا' اور کہا کہ وہ حالات کو بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے حیرانی اور افسوس کا اظہار کیا کہ حالات اتنے خراب ہوجائیں گے۔

☆ 17 اسلامی ممالک کے وزرائے خارجہ نے حکومت ڈنمارک سے دوبارہ مطالبہ کیا کہ کارٹون بنانے والوں کو سزا دی جائے' اور آئندہ ایسا نہ کرنے کی ضمانت دی جائے۔

☆ ڈنمارک کے وزیراعظم نے ایک پریس کانفرنس منعقد کی' اور ڈنمارک کے مسلمانوں سے خواہش کی کہ وہ حالات کی بہتری کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی یہ بھی دہرایا کہ آزادیٔ تقریر ڈینش سوسائٹی کا ناگزیر حصہ ہے' اور یہ کہ ڈینش حکومت پریس کی آزادی پر اثر انداز ہونے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ وہ گفت وشنید کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس دوستی کے لیے جو ڈینش حکومت اور مسلم دنیا میں تھی' الجزیرہ TV نے وزیراعظم کو TV پر آنے کی دعوت دی۔ لیکن انہیں توقع تھی کہ وہ اس پیش کش کو قبول نہیں کرے گا۔

☆ بحرین کی نیشنل اسمبلی نے ڈنمارک کی ملکہ مارگریٹ II اور حکومت سے معافی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اگر انہوں نے یہ بات نہ مانی تو بحرین ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے گا اور اسے دیگر GCC ممالک سے مل کر تیل کی سپلائی بند کردے گا۔

☆ حماس کے لیڈر عدنان عصفور نے ڈنمارک کی حکومت سے 12 کارٹونسٹس اور جیلنڈز پوسٹن کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔

☆ بل کلنٹن سابق صدر امریکہ نے خدشہ ظاہر کیا کہ کہیں مذہبی مخالفت' اسلام مخالف تعصب میں تبدیل نہ ہو جائے۔ اور اسلام کے خلاف ان شرمناک کارٹونز کی مذمت کی۔

☆ روس کے صدر ولاڈی میر پوٹن نے کریملن میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ ڈینش حکومت آزادیٔ صحافت کی آڑ میں مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے لوگوں کو بچانا چاہتی ہے۔

☆ آئس لینڈ کے اخبار DV نے بارہ میں سے چھ کارٹون شائع کیے۔

☆ جرمنی کے اخبار ڈائی ٹیگری ٹنگ نے بھی دو کارٹون شائع کیے۔

(جاری ہے)

تنظیم اسلامی کا

آل پاکستان اجتماع ذمہ داران

2 تا 4 اپریل 2006ء بمقام: قرآن آڈیٹوریم' لاہور منعقد ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

امراء ونقباء سے بروقت اور کل وقتی شرکت کی درخواست ہے۔ دیگر ذمہ داران کو بھی شرکت کی اجازت ہوگی۔

المعلن: ناظم اعلیٰ' تنظیم اسلامی' پاکستان

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرنگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہپاٹائٹس بی اور سی / Elisa Method کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950-بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

نصاب تعلیم میں تبدیلی

ممکنہ خطرات، متوقع اندیشے

ڈاکٹر طاہرہ ارشد

موجودہ حکومت نظامِ تعلیم اور تعلیمی نصاب میں دوررس تبدیلیاں لا رہی ہے' مگر ملک کے باخبر سنجیدہ حلقے اِس پر صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ یہ تبدیلیاں پاکستان کے اساسی نظریے سے متصادم ہیں' اور اُن کا مقصد تعلیم کی سیکولرائزیشن ہے۔ اِس حوالے سے ڈاکٹر طاہرہ ارشد صاحبہ کا زیرِ نظر مضمون چشم کشا ہے۔ اگر آپ بھی اِس سنجیدہ موضوع پر قلم اُٹھانا چاہیں' تو اِس کے لیے ندائے خلافت کے صفحات حاضر ہیں۔ (ادارہ)

بحیثیت قوم ہم جذباتی واقع ہوئے ہیں اور مزید یہ کہ ہمارے جذبات صرف سطحی حیثیت رکھتے ہیں اس بات کی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن فی الحال ہم اپنی توجہ صرف ایک بات پر مرکوز رکھیں گے اور وہ ہے "ہمارے بچوں کی تعلیم"۔

جب کچھ عرصہ پہلے نصاب میں تبدیلی اور آغا خان بورڈ بننے کا مسئلہ سامنے آیا تو ہم پوری جذباتیت سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور پھر اُتنی ہی جلدی جھاگ کی طرح بیٹھ بھی گئے۔ زیادہ بڑی وجہ ہمارے اِس قسم کے ردِعمل کی ہماری لاعلمی ہے۔ اگر ہم غور وفکر کرتے اور جزو کو چھوڑ کر کُل پر نظر ڈالتے تو آج جو گہرے بادل ہم پر چھا رہے ہیں ہماری راتوں کی نیند حرام کرنے کے لیے کافی تھے۔

ہماری جذباتی ذہنیت کو "مغربی آقا" بھی خوب سمجھتے ہیں۔ اس لیے وہ آنے والی بڑی تبدیلیوں میں سے ایک آدھ جزو کی طرف ہماری تمام توپوں کا رُخ کر کے اور پھر اُس جزو میں تھوڑا بہت ردوبدل کر کے ہمیں مطمئن کر دیتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ درحقیقت ہماری جڑوں کو کمزور کرنے کا پورا اہتمام کیا جا چکا ہے۔ بہت عرصہ ہوا' امریکہ کے تھنک ٹینکس اِس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ اپنی مرضی کے سیکولر نظام اور سوچ کو اِس خطہ میں بڑھانا تبھی ممکن ہے کہ جب یہاں سے اِسلام کو نکالا جائے' اس کے لیے پہلا قدم طالبان کا خاتمہ اور دوسرا تعلیمی نصاب میں تبدیلی تھا۔

ہمارے اربابِ اختیار نے 2000-2002ء میں افغانستان کے بظاہر انجام سے خوفزدہ ہو کر نصاب میں کچھ تبدیلیاں کیں مگر یہ تبدیلیاں "آقا" کی مرضی کے مطابق نہیں تھیں چنانچہ نصاب کی جانچ پڑتال کا کام SDPI اور یوتھ گروپ کو سونپا گیا۔

تعلیمی نصاب کیا ہے؟ یہ ایک دستاویز ہے جو قومی ضرورتوں کو مدِنظر رکھتے ہوئے مضمون کے موضوعات تشکیل دیتی ہے۔ مختلف مضامین کیوں پڑھائے جا رہے ہیں' پڑھانے کے short term اور long term goals کیا ہیں اور objectives کیا ہوں گے' اِن تمام باتوں کو سامنے رکھ کر تصورات اور مواد مرتب کیا جاتا ہے۔ مغربی "آقا" کی مقرر کردہ SDPI نے سائنسی مضامین جو دوسو سال پرانے مواد پر مبنی ہیں' سے صرفِ نظر کرتے ہوئے یہ دیکھا کہ Social Sciences میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا سکھایا جاتا ہے' پاکستان کے قیام کی وجوہات' اس کی حفاظت کا جذبہ بیدار کرنے اور بڑھانے انگریزوں کی توہین اور قریبی ملکوں سے نفرت وغیرہ کا سبق دیا جاتا ہے۔ اِس طرح کی باتوں اور دیگر اسی قسم کی چیزوں پر مشتمل ایک رپورٹ تیار کی گئی جس کے لیے امریکی اور جرمن امدادی ایجنسیوں نے مالی امداد مہیا کی۔ جن کتابوں کا اِس رپورٹ میں حوالہ دیا گیا تھا' وہ دس سال پہلے سے متروک ہو چکی تھیں۔

اِس رپورٹ کی بنیاد پر جب تبدیلیوں کی بات ہوئی تو اس کے کچھ حصے منظرِ عام پر لائے گئے' میڈیا پر گرما گرم بحث مباحثہ ہوا' اُس وقت کی وزیرِ تعلیم زبیدہ جلال بھی بیانات دیتی نظر آئیں۔ پھر یہ احساس دلا دیا گیا کہ ہم یہ تبدیلیاں نہیں کر رہے' ہم پُرسکون ہو کر بیٹھ گئے کہ "سب اچھا ہے"۔ یہی وہ چاہتے تھے۔ اُنہوں نے خاموشی اور مستقل مزاجی سے اپنا کام

> عرصہ ہوا' امریکی تھنک ٹینکس اِس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اِس خطے میں سیکولر نظام کو ترویج تبھی ممکن ہے جب یہاں اسلام کو دیس نکالا جائے۔ اِس کے لیے پہلا قدم طالبان حکومت کا خاتمہ اور دوسرا ہمارے تعلیمی نصاب میں تبدیلی ہے۔

جاری رکھا۔ وہ جانتے تھے کہ نصاب بنانے والے بے لوچ لوگ ہیں اور صوبائی ٹیکسٹ بُک بورڈز بھی ایسے ہی لوگوں پر مشتمل ہیں جو کوئی بھی بنیادی تبدیلی کبھی نہیں آنے دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے اِن دونوں شعبوں کو بائی پاس کرنا ہی مناسب جانا۔

ہماری معاشرتی علوم میں تاریخ کا ناطہ محمد بن قاسم سے جوڑا جاتا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ علاقائی لحاظ سے ہمارا ہیرو راجہ داہر کو ہونا چاہیے۔ جبکہ ہم عرب حملہ آوروں پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا یہ بھی ہے کہ ہمیں انگریزوں کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہاں دوسو سال تک تعمیر وترقی کے کام کیے۔

وفاقی حکومت نے دسمبر 2004ء میں ایک نصاب کی منظوری دی' کیا (حالانکہ یہ اختیار وزارتِ تعلیم کی نصابی کمیٹی کو حاصل ہے)۔ اِس نصاب میں تعلیم کے عمومی اور خصوصی مقاصد واضح نہیں کیے گئے تھے' جو نصاب کی بنیاد ہوتے ہیں بلکہ ایک advice note تھا جس کے مندرجات یہ تھے:

1۔ معاشرتی علوم (Social Studies) قومی ضرورت پوری نہیں کرتے اِس لیے اِسے History اور Geography میں تقسیم کیا گیا ہے اور deficiencies کو دور کرنے کے لیے تاریخ کا ناطہ 6000 سال پہلے سے جوڑا گیا ہے۔

2۔ مسلمان حکمرانوں کو غلط طور پر نمایاں کیا گیا' مثلاً شاہ جہاں کی فتوحات اور تعمیری کارنامے پڑھائے جاتے ہیں حالانکہ اُس کا اپنے بھائیوں کو تخت کے لیے مارنا نمایاں ہونا چاہیے۔

3۔ نئی نسل کو Great Ashoka اور Great Alaxander سے آگاہ کیا جائے۔

4۔ انگریزوں کی 200 سال کی حکومت کے تعمیری اور اصلاحی کارناموں کو نمایاں کیا جائے۔ تاریخ کے 13 میں سے 10 ابواب اسی طرح کے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ باقی 3 ابواب میں کچھ Selective چیزوں کو ڈالا گیا ہے تاکہ ہم طفل تسلیوں سے خاموش رہیں۔

دوسرا کام جو کیا جا رہا ہے وہ تمام صوبائی ٹیکسٹ بُک بورڈز کو ختم کرنا یا کم از کم اُن کا کتابوں کی اشاعت میں کردار ختم کر کے یہ کام پرائیویٹ بورڈز یا پبلشنگ اداروں کے حوالے کیا جانا ہے۔

ہمیں جو سبز باغ دکھایا جا رہا ہے وہ یہ کہ بچے کی ذہنی صلاحیتوں کو زیادہ اُجاگر کیا جا سکتا ہے جب وہ multiple text books پڑھے گا۔ یہ ایک دھوکہ ہے' کیونکہ دنیا کی تمام حکومتیں Elementary Education کا پورے طور سے اپنے کنٹرول میں رکھتی ہیں اور ایک ہی قسم کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں تاکہ بچوں کے کچے ذہن صرف اپنی ہی قوم کے نظریات وافکار کو قبول کریں اور پھر اپنی قوم وملک کے وفادار ہوں۔

کیا یہ پرائیویٹ ادارے گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کلاسوں کے لیے کتابیں چھاپیں گے؟ کبھی نہیں (حالانکہ وہاں multiple text books کی ضرورت زیادہ ہے) کیونکہ وہاں اتنی کمائی نہیں ہو سکتی جتنی بنیادی تعلیم کے شعبے

(باقی صفحہ 19 پر)

سوڈان کی مہدیہ تحریک

سید قاسم محمود

مُسلم ملک سوڈان دنیا کے قدیم ترین ملکوں میں سے ہے۔ مصر کی طرح سوڈان میں بھی دریائے نیل کی وادی دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ رہی ہے۔ سوڈان کا شمالی حصہ زمانہ قدیم میں نوبیہ کہلاتا تھا۔ نوبیہ کی قدیم تہذیب دراصل مصری تہذیب ہی تھی جس کے اثرات شمالی سوڈان میں مصر کی سلطنتِ قدیم (2900ق م تا 2500ق م) کے زمانے ہی سے پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ اس کے بعد خود نوبیہ میں 800 ق م کے قریب ناپاتا (Napata) اور میرو (Meroe) کی سلطنتیں قائم ہوئیں جو 300ء تک سوڈان کی اس سلطنت کی حدود بحیرہ روم تک پہنچ گئی تھیں۔ خرطوم اور مصر کے درمیان حال ہی میں جو کھدائی ہوئی ہے' اُس سے اُن قدیم تہذیبوں کے بکثرت آثار دریافت ہوئے ہیں جو اہرام' عبادت گاہوں' محلات اور مجسموں کی شکل میں ہیں۔

ناپاتا اور میرو کے زوال کے بعد سوڈان میں عیسائیت کو فروغ ہُوا۔ اگرچہ سوڈانیوں نے چھٹی صدی عیسوی تک مسیحیت قبول نہیں کی تھی' لیکن اگلی چند صدیوں میں شمالی سوڈان کا بڑا حصہ مسیحی مذہب قبول کر چکا تھا۔ سوڈان کی مسیحی ریاستوں میں دُنقلہ (Dongola) اور ایلوا کی حکومتیں قابلِ ذکر ہیں۔ یہ سلطنتیں چودھویں صدی بلکہ اس کے بعد تک قائم رہیں۔ اس کے بعد ان کے کھنڈروں پر اسلامی حکومتوں کی بنیادیں استوار ہوئیں۔

اسلامی دور

مسلمانوں نے نوبیہ پر ساتویں صدی عیسوی ہی سے حملے شروع کر دیئے تھے۔ یہ خلافتِ راشدہ کا زمانہ تھا' لیکن مسلمان ان حملوں میں نوبیہ پر قابض نہ ہو سکے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں عرب قبائل بہت بڑی تعداد میں بحیرۂ قلزم کے راستے مشرقی سوڈان میں داخل ہوئے اور سنار کے علاقے میں آباد ہونا شروع ہو گئے۔ رفتہ رفتہ عربوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ نیگرو باشندوں کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم ہو گئے اور ایک وقت وہ آ گیا کہ سنار کے علاقے میں عربوں کی اکثریت ہو گئی اور یہاں کے تمام باشندے مسلمان ہو گئے۔ پندرھویں صدی تک مسلمانوں کا اُس تمام علاقے پر قبضہ ہو گیا جو اب شمالی سوڈان کہلاتا ہے۔ پندرھویں صدی میں یہاں دو طاقتور اسلامی حکومتیں قائم تھیں۔ ایک سنار کے سلاطین جو فنج (Fung) کہلاتے تھے اور دوسرے مغرب میں دارفور کے سلاطین۔ فنج حکمران عدلان (1596ء تا 1603ء) کے زمانے میں' جو مغل بادشاہ اکبر کا ہم عصر تھا' سنار کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی تھی اور بغداد اور قاہرہ تک سے اہلِ علم سنار پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ سنار کی تاریخی جامع مسجد' جو اب تک موجود ہے' اسی عدلان کے پڑ پوتے نے بنوائی تھی۔ فنج خاندان کے عہد میں جسے اٹھارویں صدی میں زوال ہوا' پورا شمالی سوڈان اسلام قبول کر چکا تھا۔

فنج خاندان کے زوال کے بعد سوڈان انتشار اور طوائف الملوکی کا شکار ہو گیا۔ یہ صورتِ حال تھی کہ مصری حکمران محمد علی پاشا نے 1820ء میں نوبیہ اور اگلے سال سنار فتح کر لیا۔ اس کے بعد مصری تسلط آہستہ آہستہ بڑھتا گیا' یہاں تک کہ 1870ء میں استرائیہ یعنی موجودہ سوڈان کا انتہائی جنوبی صوبہ بھی مصری سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

محمد احمد سوڈانی

مصری حکومت نے سوڈانی باشندوں کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا' جس کا سوڈانیوں پر شدید ردِ عمل ہوا اور 1883ء میں انہوں نے ایک درویش صفت شخص محمد احمد کی رہنمائی میں جو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہیں' علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ مہدی سوڈانی کے پیروؤں نے جو درویش کہلاتے تھے' دو سال کے اندر اندر تقریباً پورے سوڈان پر قبضہ کر لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مصر پر انگریزوں کا تسلط قائم ہو چکا تھا۔ چنانچہ مصری انگریز حکومت نے بغاوت کچلنے کے لیے ایک انگریز جنرل گورڈن کی خدمات حاصل کیں لیکن جنرل گورڈن کو اس مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ جنرل گورڈن مارا گیا اور 26 جنوری 1885ء کو خرطوم پر درویشوں کا قبضہ ہو گیا۔ مہدی سوڈانی اب مصر پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔

> محمد احمد نے دعویٰ کیا کہ نبی اکرمؐ نے انہیں ''مہدی'' مقرر فرمایا ہے۔ نیز انہوں نے حضرت خضرؑ' حضرت جبرائیلؑ اور اقطاب کی زیارت بھی کی ہے۔

محمد احمد سوڈانی تاریخِ اسلام کی ایک ممتاز شخصیت ہیں۔ وہ صرف سیاسی رہنما اور ایک حکومت کے بانی ہی نہیں تھے بلکہ ایک مصلح بھی تھے۔ وہ 1843ء میں جزیرہ دنقلہ میں پیدا ہوئے۔ وہ نوبیہ کے عرب بربر خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ بعد کی زندگی میں مہدی نے حضرت علیؓ اور رسول کریم ﷺ سے اپنی قرابت داری اور سلسلۂ بیعت کو ثابت کرنے کے لیے اپنے حسب نسب کی جو تفصیل دی ہے' اُس کی رُو سے انہوں نے باپ کی جانب سے حضرت امام حسنؓ سے اور والدہ کی جانب سے حضرت امام حسینؓ اور حضرت عباسؓ سے صُلبی نسبت ظاہر کی۔ وہ جہاز میں کام کرنے والے ایک بڑھئی کے دوسرے فرزند تھے۔ ابتدا ہی سے اُن کی طبیعت تصوّف کی طرف مائل تھی اور معمولی ابتدائی تعلیم کے بعد انہوں نے 1861ء میں سلسلہ سمانیہ میں شیخ محمد شریف سے بیعت کی۔ سات سال کی مُریدی کے بعد شیخ محمد شریف نے اُسے اِس سلسلے کی خلافت سے ممتاز کیا۔ کچھ عرصہ خرطوم میں قیام کرنے کے بعد جہاں انہوں نے شادی بھی کر لی' وہ نیل ابیض سے آبا نامی جزیرے میں چلے گئے۔ یہاں انہوں نے ایک جامع مسجد اور ایک خانقاہ بھی تعمیر کرائی۔ اُن کے گرد مُریدوں کا ہجوم ہو گیا۔ اُن کے پیرو مرشد شیخ محمد شریف بھی 1872ء میں اُن کے قریب ہی آ بسے۔ ایسے شواہد موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات محمد احمد کو کچھ ناگوار گزری۔

اِس واقعے کے کچھ عرصہ بعد محمد احمد کو دل میں یہ القاء ہوا کہ وہ مہدی المنتظر ہیں۔ یہ کیفیت اُن روایات کے زیرِ اثر پیدا ہوئی جو مسلمانوں میں حضرت مہدی کے متعلق پائی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اُن کے تعلقات اپنے مرشد سے کشیدہ ہو گئے۔ اب وہ اپنے شیخ طریقت کے حریف شیخ القرشی سے جا ملے اور 1880ء میں اُن کے سجادہ نشین بھی بن گئے۔ دُنقلہ سے سنار اور نیل ازرق سے کردفان تک کے علاقے میں سیاحت کے دوران انہوں نے بھانپ لیا کہ لوگوں میں بددلی اور بے اطمینانی موجود ہے اور اُن پر مصری انگریز حکومت کی جانب سے تشدد ہو رہا ہے۔ سوڈان کی مخلوط آبادی' اُس کا مذہبی جنون' ترکوں اور عربوں کا باہمی نفاق' ترکوں کے حکمران طبقے سے شیعوں کی دیرینہ مخالفت' یہ سب باتیں ایسی تھیں جو اُن کے دعوائے مہدویت کے لیے بار آور ہو سکتی تھیں۔ چنانچہ انہوں نے جو تحریک شروع کی' وہ اُن کے رُوحانی واردات پر مبنی تھی جس کا انہیں پورا یقین تھا۔ شروع ہی سے یہ تحریک سیاسی اور معاشرتی افکار و خیالات سے مخلوط ہو گئی جو مذہب سے علیحدہ نہیں کیے جا سکتے۔

بعد میں اِس تحریک نے کچھ منفی رُخ بھی اختیار کیا۔ محمد احمد نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ دنیا کو بدکاری اور برائی سے پاک کرنے کی غرض سے آیا ہے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے سب سے پہلے تو لوگوں کو ترکوں کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت دی۔ اس سے قبل وہ کردفان اور دارفور کے متعدد سرداروں کو بیعت کے ذریعے اپنے سے وابستہ کر چکے تھے اور عبداللہ التعایشی' جو بعد میں اُن کے خلیفہ ہوئے' کے سے مردان کار کو اپنے ساتھ ملا چکے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مختلف کتابچوں اور فرمانوں کے ذریعے لوگوں کو اپنی تائید پر مائل کر لیا کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے اُن کو زیارت سے مشرف فرمایا ہے۔ آپؐ ہی نے اُن کو مہدی مقرر فرمایا ہے' اور

نیز یہ کہ انہوں نے حضرت خضرؑ، جبرئیلؑ اور اقطاب کی زیارت بھی کی ہے اور انہیں دعوت دی ہے کہ وہ لوگوں کی مذہبی زندگی کی اصلاح اور تطہیر کریں۔ لوگ ''ہجرت'' کر کے اُن کے پاس آئیں اور اُن کی بیعت کریں' انہیں امام مہدی المنتظر مان کر اُن کے پیچھے چلیں اور جہاد کریں' وغیرہ وغیرہ۔

دارنوبہ کدیر کی پہاڑی اُن کی سرگرمیوں کا مرکز بن گئی۔ جولائی 1881ء میں وہ پہلی مرتبہ المہدی کی حیثیت سے منظرِ عام پر آئے۔ انہوں نے خرطوم کی حکومت سے گفت وشنید کی' وہ بے سود ثابت ہوئی۔ حکومت نے ابوالسعود کی قیادت میں فوج کے جو دو دستے اُن کے خلاف بھیجے تھے' وہ اُن کے مریدوں نے تباہ کر دیئے۔ اس سے اُن کا حوصلہ بڑھا اور مزید فتوحات حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ مصری حکومت کو عرابی پاشا کی بغاوت کی وجہ سے زیادہ شدید کارروائی کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ ان کے خلاف جتنی فوجی مہمات بھیجی گئیں' وہ سب ناکام ہوئیں۔ اس طرح مہدیہ سلسلہ بلا روک ٹوک مشرقی سوڈان تک پھیل گیا۔ وہاں عثمان دقنہ' جو غلاموں کی تجارت کرتا تھا اور بعد میں مہدی کا قابل ترین سپہ سالار ثابت ہوا' محمد احمد کی ملازمت میں داخل ہوگیا۔ مہدی کی یہ خواہش بھی تھی کہ وہ المغرب کی جانب بھی اپنی طاقت بڑھائے اور اِس غرض سے انہوں نے لیبیا کے محمد بن علی سنوسی سے تعلقات واتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی' لیکن اس کا کچھ نتیجہ نہ نکلا۔

وہ اپنے پورے عروج پر تھے کہ 1884ء کی مہم انہیں خرطوم لے گئی' جہاں جنرل گورڈن نے بڑی بہادری سے مقابلہ کیا' لیکن خرطوم 30 جنوری 1885ء کو مہدی کے قبضے میں آ گیا اور گورڈن مارا گیا۔ اس فتح کے بعد محمد احمد زیادہ عرصے تک زندہ نہ رہ سکے۔ وہ 22 جون 1885ء کو اُم درمان میں' جو خرطوم کے قریب ہے' فوت ہوگئے' یہاں اُن کے جانشین خلیفہ عبداللہ نے اُن کے مزار پر ایک قُبّہ تعمیر کرایا۔ اب یہ مہدیوں کا صدر مقام بن گیا' تا آنکہ کچز نے 1898ء میں عبداللہ کی حکومت اور سلسلۂ مہدیہ دونوں کا خاتمہ کردیا۔

سلسلۂ مہدیہ کی تحریک

مہدی سوڈانی نے کامیابی حاصل کرنے کے بعد نیل کے مغربی کنارے پر خرطوم کے بالمقابل امّ درمان کے شہر کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ حکومت سنبھالتے ہی انہوں نے اصلاحات نافذ کرنی شروع کر دیں۔ نئے سکے ڈھالے گئے اور جن لوگوں کو سابقہ حکومت نے ناجائز طور پر زمینوں سے بے دخل کر دیا تھا' اُن کو زمینیں واپس کر دی گئیں۔ اُن کی تعلیمات کی بعض خصوصیات سے مقبولِ عام تصوّف کا اظہار ہوتا ہے۔ اُن کا زاہدانہ کردار دنیاوی ترقی کے منافی تھا۔ مہدیہ سلسلہ چونکہ رسمی تعلیم کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا' اس لیے تعلیم یافتہ طبقہ اُن کے حلقۂ مریدین سے بالکل الگ تھلگ رہا۔ اُن کے نزدیک قرآن پاک کے علاوہ اگر کسی چیز کو کوئی وقعت حاصل تھی تو وہ مہدی کے احکام تھے یا راتب (وظائف واذکار کا مجموعہ) اور ''مجلس'' نامی ایک کتاب' جس میں محمد احمد کا مرتب کردہ مجموعۂ احادیث تھا۔ بعض قواعد و ضوابط کے مطابق آرائش وزیبائش' موسیقی' شادی بیاہ کی رسوم پر فضول خرچی' تمباکو نوشی اور شراب نوشی منع تھی' بالخصوص پیر پرستی اور جھاڑ پھونک' تعویز گنڈوں کی مخالفت میں بڑے غلو سے کام لیا جاتا تھا۔ عورتوں کو سخت پردہ کرنے کی ہدایت کی گئی۔ مہدی سوڈانی اپنے پیروؤں سے حسب ذیل حلف لیتے تھے:

''ہم خدا اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا عہد کرتے ہیں' اور یہ کہ ہم توحید کی خاطر آپ کی اطاعت کریں گے۔ ہم کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گے۔ ہم چوری نہیں کریں گے۔ زنا نہیں کریں گے اور کسی پر بہتان نہیں باندھیں گے اور کسی جائز کام میں آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے۔ ہم آپ کے ہاتھ پر عہد کرتے ہیں کہ دنیا پرستی کو خیر باد کہہ دیں گے اور خدا کی خوشنودی کے لیے کام کریں گے' اور یہ کہ جہاد سے منہ نہیں موڑیں گے۔''

حقیقت یہ ہے کہ محمد احمد اپنی وفات سے کچھ پہلے اپنے مریدین اور معتقدین کی نظروں میں ایک دیوتا سا بن گئے تھے۔ انہوں نے اپنے مریدوں کے لیے مندرجہ ذیل چھ ارکان مقرر کیے:

1۔ صلوٰۃ۔ نماز باجماعت پر بے حد زور دیا گیا

2۔ جہاد۔ اہل سنت والجماعت کے عمل کے خلاف حج کے بدل کے طور پر

3۔ اللہ کے احکام کی اطاعت

4۔ اضافہ شدہ کلمۂ شہادت

5۔ تلاوتِ قرآن

6۔ راتب (یعنی وظائف واذکار)

اُن کے چند خیالات اور بھی تھے' مثلاً یہ کہ امیر وغریب سب برابر ہیں۔ کچھ خیالات شیعوں کی انقلابی خصوصیات کی بازگشت تھے اور کچھ اُس وقت کے سیاسی اور معاشرتی حالات کے تقاضے کا نتیجہ تھے۔ عملی طور پر مہدیہ فرقے میں اتحاد و مساوات کا اصول بدرجۂ کمال کارفرما تھا۔ غلام اور غلاموں کے تاجر ایک ہی جھنڈے تلے شانہ بہ شانہ ہو کر انگریز نواز مصری حکومت کے خلاف لڑنے لگے تھے۔ مہدیوں کا یہ پختہ عقیدہ تھا کہ مہدی کا تمام دنیا پر غلبہ ہو جائے گا۔ چنانچہ سوڈان کی فتح کے بعد مصر' مکہ اور قسطنطنیہ کی فتح کا منصوبہ بنایا گیا۔ اُن کی ذات کے متعلق طرح طرح کے افسانے ابتدا ہی میں مشہور ہو گئے تھے' بعض اوقات غالی معتقد اُن کے بیانات واعلانات کو کرامات اور کشوفات ثابت کر کے بڑھا چڑھا کر پیش کرتے تھے۔

مہدی سوڈانی کی وفات کے بعد حکومت و قیادت کی ذمہ داری اُن کے جانشین خلیفہ عبداللہ نے سنبھالی۔

(جاری ہے)

مصر کے خلاف مہدی سوڈانی کی قیادت میں سوڈانیوں کی بغاوت کو مصر پر مسلط انگریزی حکومت نے کچلنے کی کوشش کی' مگر بے سود۔ انگریزوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ جنرل گورڈن مارا گیا' اور 26 جنوری 1885ء کو خرطوم پر درویشوں کا قبضہ ہوگیا۔

بقیہ: اداریہ

اُن کی تو فجر بھی شامِ غریباں کی مانند ہوتی ہے۔ اُن کی زندگیوں میں تاریکیاں بھر کر اُن کی دنیا اندھیر کر کے انہیں روشن خیالی کا درس دیا جا رہا ہے۔ اُن کے حق رائے دہی پر ڈاکہ ڈال کر اُن کو حقیقی جمہوریت کی نوید سنائی جا رہی ہے۔

یاد رکھیے! بچے کو دودھ نہ ملے' نوجوان بے روزگار ہو' بوڑھا دوا سے محروم ہو تو آداب اور تہذیب پر دیئے گئے لیکچر جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مفلسی کفر تک لے جاتی ہے۔ انسان کی برداشت کی ایک حد ہوتی ہے۔ بلی جیسا کمزور جانور بھی کارنر ہو جائے تو نتائج سے بے پروا ہو کر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ ہم اِس مبینہ اشرافیہ کو انتباہ کرتے ہیں کہ جو کچھ لاہور اور پشاور میں ہوا' یہ ایک ٹریلر تھا۔ یہ اُس خوفناک ردعمل کی محض ایک جھلک تھی جس کا نظارہ انہوں نے چند روز پہلے سڑکوں پر کیا ہے۔ ابھی وقت ہے' ابھی ریفری نے وسل نہیں بجائی۔ انسانوں پر ظلم بند کر دو' اُن کے حقوق انہیں لوٹا دو' اِس سے پہلے کہ اُن کی آنکھوں میں اترا ہوا سرخ خون اُن کی عقلوں پر جم جائے اور وہ وطن عزیز کی سرزمین اِسی رنگ میں رنگنے کے درپے ہو جائیں۔ ان لوگوں نے 14 فروری کو اِس اشرافیہ کو پیغام دیا ہے کہ ''اِت خدا داویر'' ہے۔ لیکن اِس کے ساتھ ساتھ ہم اِس اشرافیہ کو یہ خوش خبری دینا چاہتے ہیں کہ عدل اسلام کی روح ہے اور عفو و درگزر اس کا جوہر ہے۔ وہ اسلام کی اِس جوہری صفت سے فائدہ اٹھائیں۔ اسلام تنگ دامن نہیں اور مسلمان تنگ ذہن نہیں ہوتا۔ قیادت نفاذِ اسلام کے لیے مخلص ہو تو یہ ظاہری طور پر سر پھرے لوگ آپ کے غلام بے دام ثابت ہوں گے۔ اُن کے رخ کو تخریب سے تعمیر کی طرف موڑا جا سکتا ہے ع

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

یادوں کی تسبیح

مری صُراحی سے قطرہ قطرہ نئے حوادث ٹپک رہے ہیں
میں اپنی تسبیح روز و شب کا شمار کرتا ہوں دانہ دانہ

قاضی عبدالقادر

ہم کبھی کبھی زیارتِ قبور کے لیے قبرستان بھی جاتے تھے' تاکہ عبرت حاصل ہو۔ ہمارے سامنے یہ حدیث رسولؐ تھی جس میں آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے فرمایا تھا کہ ''میں نے تم کو قبروں پر جانے سے روکا تھا مگر اب جایا کرو'' اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ''تم اب قبروں کے پاس جایا کرو کیونکہ قبروں کے پاس جانا دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا اور آخرت کو یاد دلاتا ہے'' (ابن ماجہ)۔ مسلم میں درج ہے ''قبروں کو جا کر دیکھا کرو کیونکہ وہ موت کو یاد دلاتی ہیں''۔ زیارتِ قبور کا ذکر آیا ہے تو یاد آیا کہ کسی نے مولانا عطاءاللہ شاہ بخاریؒ سے پوچھا: ''زیارتِ قبور کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' آپ نے کہا کہ ''اپنے اپنے ظرف و ذہن کی بات ہے۔ کچھ لوگ انگور نعمتِ خدا سمجھ کر کھاتے ہیں اور کچھ لوگ اس میں سے شراب نکالتے ہیں۔ میں بھی اس مزار (امام ناصر جالندھری) کی زیارت کر کے آیا ہوں اور تم بھی کرتے ہو۔ میں خدا کے فضل سے کچھ لے کر آیا ہوں اور تم ایمان میں سے کچھ دے کر آئے ہو۔ ع سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا''۔

ایک زمانہ تھا کہ کالجوں میں داڑھی رکھنی مشکل تھی۔ مذاق اڑایا جاتا تھا۔ مگر جمعیت کے متحرک ہونے کے بعد یہ صورت حال ختم ہو گئی۔ لیجئے پھر سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب یاد آ گئے۔ ایک دفعہ کالج کے طلبہ بیٹھے تھے۔ داڑھی کا ذکر آ گیا۔ لڑکوں نے کہا' شاہ جی! آج کل کالجوں میں داڑھی رکھنا مشکل ہے۔ ہنس کر فرمایا: بھائی خالصہ کالج (سکھوں کا کالج) میں آسان ہے' اسلامیہ کالج میں مشکل ہے۔ اُسروں کی تشکیل سے قبل بھی ہم لوگ اکثر خرم بھائی کی رہنمائی میں زیارتِ قبور کو جایا کرتے تھے۔ خود ان کا اپنا ایک واقعہ ہے کہ رمضان میں ایک رات تراویح کے بعد وہ اور (ڈاکٹر) محمد عمر چھاپرہ منگھوپیر کے قبرستان گئے۔ قبرستان کے درمیان میں ایک بہت چھوٹی سی مسجد تھی جس میں چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ چاروں طرف قبریں ہی قبریں تھیں۔ اندھیرا چھایا ہوا تھا اور ہُو کا عالم طاری تھا۔ اس حالت میں انہوں نے وہاں پر شب بیداری کی۔ نصف شب کو کوئی میت آئی تو اس کی تدفین میں بھی شریک ہوئے۔

اُسروں کے تحت پکنک بھی ہوتی تھی لیکن ان کے قیام سے قبل کراچی جمعیت کے زیر اہتمام اکثر سمندر کے کنارے تفریحی مقامات پر پکنک کی جاتی تھی۔ خورشید احمد بھائی کے مزاج میں کچھ مزاح کا پہلو بھی تھا۔ ایک بار ہم پکنک پر گئے ہوئے تھے۔ ایک پارٹی جس میں خورشید احمد بھائی اور یہ خاکسار بھی شامل تھا' کیماڑی کی برتھوں پر مٹرگشت کر رہی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ خورشید بھائی نے مزاح میں کہا کہ اگر میں جماعت کا مخالف ہوتا تو مولانا مودودی کو مولانا مردودی کہا کرتا!

اُسروں کا نظام بہت کامیاب رہا۔ اُسروں کے نام اس طرح رکھے جاتے تھے: اسرۂ رضوان' اسرۂ عباد الرحمٰن' اسرۂ انصار اللہ' اسرۂ فرقان وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے اُسرہ کے سب ''بھائی'' فجر کی نماز لائٹ ہاؤس سینما کے قریب کی مسجد میں ادا کرتے تھے۔

جمعیت کے اجتماع میں دیر سے آنے کی سخت باز پرس کی جاتی تھی۔ رفقاء برنس روڈ پر بس سے اُتر کر سب سے پہلے ایرانی ہوٹل میں ٹنگی گھڑی میں وقت دیکھتے تھے۔ لیٹ ہونے والے رفقاء وقت پر پہنچنے کی خاطر وہیں سے دوڑ لگا دیتے تھے۔ جن میں کبھی یہ خادم بھی ہوتا تھا۔

پھر وہاں سے سمندر پر بنی جیٹی کے پل تک جا کر کچھ تیرنے کی مشق کرتے جبکہ کچھ ہم جیسے فقط پائنچے چڑھا کر پاؤں بھگو لینے ہی میں عافیت سمجھتے تھے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندن کردئی
باز می گوئی کہ دامن تر نہ کن ہشیار باش

کراچی میں اس زمانہ میں بڑے بڑے تمام کالج یعنی ڈی جے سائنس کالج' این ای ڈی انجینئرنگ کالج' کامرس کالج' سندھ مسلم آرٹس کالج' سندھ مسلم لاء کالج سب نزدیک نزدیک تھے۔ ان کے قریب ہی جمعیت کا دفتر تھا۔ جمعیت کا ہفتہ وار اجتماع اردو کالج میں ہوا کرتا تھا' لیکن جلد ہی سندھ مسلم آرٹس کالج کے ایک بڑے ہال میں جو آڈیٹوریم کی طرز پر تھا' منتقل ہو گیا۔ یہ پہلی منزل پر واقع تھا۔ اس کی اجازت کالج کے پرنسپل ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب نے دی تھی (موصوف بعد میں جئے سندھ تحریک میں شامل ہو کر جی ایم سید صاحب کے دست و بازو بن گئے)۔ جمعیت کے اجتماع کے اس نئی جگہ آ کر حاضری میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ تقریباً پورا ہال بھر جاتا تھا۔ جمعیت کے رفقاء کی باقاعدہ حاضری لگتی تھی۔ شرکت نہ کرنے یا دیر سے آنے کی سخت باز پُرس کی جاتی تھی۔ رفقاء برنس روڈ پر بس سے اتر کر پہلا کام وہاں ایرانی ہوٹل میں ٹنگی گھڑی میں وقت دیکھتے تھے۔ جو رفقاء لیٹ ہو رہے ہوتے' وہ وہیں سے اجتماع گاہ تک دوڑیں لگا دیتے اور ٹھیک وقت پر پہنچنے کی کوشش کرتے جن میں کبھی کبھی یہ خادم بھی ہوتا۔ ایک شعر یاد آ گیا' ہے تو کچھ غیر متعلق سا لیکن منہ کا ذائقہ بدلنے میں آخر حرج ہی کیا ہے۔

شوق لیلائے سول سروس نے مجھ مجنون کو
اتنا دوڑایا لنگوٹی کر دیا پتلون کو

جس زمانہ میں مصر میں انقلاب آیا اور شاہ فاروق کو ملک بدر کیا گیا' الاخوان المسلمون کی وہاں پر پوزیشن بہت اچھی تھی بلکہ کہا جا رہا تھا کہ انقلاب کی پشت پر در پردہ خود وہی ہیں۔ ان دنوں کراچی میں کوئی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی' غالباً موتمر عالم اسلامی کے تحت۔ اس موقع سے ہم نے بھی فائدہ اٹھایا اور سندھ مسلم آرٹس کالج کے گراؤنڈ فلور پر واقع بڑے ہال میں ایک اجتماع منعقد کر ڈالا جس کی صدارت مفتی اعظم فلسطین الحاج امین الحسینی نے کی۔ اس میں عرب زعماء عراق کے علامہ امجد الزھاوی (جو خلافت عثمانیہ میں عراق میں قاضی کے عہدہ پر فائز تھے)' سعودی عرب کے سفیر عبدالحمید خطیب (جن کے بیٹے فواد خطیب اخوان سے بہت قریب تھے)' عراق کے اخوان رہنما شیخ محمود الصواف' شام کے اخوان رہنما ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی' شام کے سفیر ڈاکٹر عمر بہاء الامیری (اخوان سے تعلق تھا) اور مصر کے چند زعماء شریک تھے۔ سب نے عربی میں تقاریر کیں جن کا رواں ترجمہ ہمارے رفیق محمد اختر صاحب کرتے رہے۔ اسی جلسہ میں نعیم صدیقی صاحب نے اپنی مشہور نظم ''اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا'' سنائی اور ایک عجیب سماں باندھ دیا۔ کیا خیال ہے جناب؟ سنیں گے اس طویل نظم کے صرف چند اشعار؟ تو لیجئے حاضر خدمت ہیں:

فرعون کا وہ دور! تشدد کے وہ کرتوت
تہذیب پہ ہر سمت سے چھایا ہوا طاغوت
گہواروں میں جب ذبح کے لیے جانے لگے پوت
وہ ''طفلکِ معصوم'' وہ بہتا ہوا ''تابوت''
ان موجوں سے تقدیر نے موسیٰؑ کو ابھارا
اے نیل کی موجو! نہ کرو خوف کنارا

یاں بردہ فروشوں نے جسے بیچ دیا تھا
وہ جس کے تقدس پہ اک الزام لگا تھا
بے جرم کئی سال جو زنداں میں رہا تھا
آخر اسی یوسفؑ کے لیے تخت بچھا تھا

(باقی صفحہ 7 پر)

''ہولوکاسٹ'' اور مغربی آزادیٔ صحافت

آصف محمود ایڈووکیٹ

مغرب کی ''آزادیٔ صحافت'' کا اصرار ہے کہ اس کے تقدس کی خاطر مسلمان ناموس رسالتؐ سے دستبردار ہو جائیں۔ سوال یہ ہے کہ اس آزادیٔ صحافت کی حقیقت کیا ہے؟ آپ Holocaust کا مطالعہ کیجئے' آپ کو اس سوال کا جواب مل جائے گا۔

Holocaust ایک داستان ہے جسے مقدس آدرش بنا کر سارے یورپ پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اس داستان کا کہنا ہے کہ نازیوں نے تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کا قتل عام کیا اور انہیں گیس چیمبرز میں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ یہودیوں کی مظلومیت کی یہ داستان یورپ میں اتنا تقدس رکھتی ہے کہ وہاں قانوناً اس داستان کو زیر بحث لانا اس سے اختلاف کرنا منع ہے۔ آسٹریا میں اس کی سزا سات سال ہے۔ فرانس میں Gayssot Law (1990ء) کے آرٹیکل 24 بی کے مطابق اس جرم کی سزا ایک سال قید یا تین لاکھ فرانک جرمانہ ہے۔ یہی حال دیگر یورپی ممالک کا ہے۔ کہیں ایک سال تو کہیں تین سال' تاہم سارے یورپ میں یہ طے ہے کہ کوئی فرد کوئی اخبار اور کوئی صحافی اس داستان سے اختلاف نہیں کرے گا اور کوئی دوسرا موقف شائع نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس وقت کسی یورپی صحافی کی جرأت نہیں کہ وہ Holocaust کی صحت سے انکار کر سکے یا اس پر کسی بحث کا آغاز کر سکے۔ اس بارے میں یہودیوں نے جو اعلامیہ جاری کیا' یورپ اس پر عمل پیرا ہے۔ اس اعلامیے کے مطابق ہمیں خود سے قطعاً یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے کہ اتنے وسیع پیمانے پر قتل عام فنی طور پر کیسے ممکن ہوا۔ گیس چیمبرز کے وجود کے بارے میں نہ تو کوئی سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی پیدا ہو سکتا ہے۔

گیس چیمبرز میں یہودیوں کے قتل کے بارے میں دو اعتراف جرم سامنے آئے ہیں ایک Hess کا اور دوسرا Sauckel کا۔ Hess نے اپنی سوانح حیات ''آٹو بائیو گرافی آف ہیس'' میں لکھا ہے کہ ان سے تشدد کے ذریعے ایسے صفحات پر دستخط کرا لئے گئے جن کے بارے میں انہیں کچھ علم نہ تھا کہ ان پر کیا لکھا ہے۔ اس تشدد کی گواہی Rupert Butler بھی دیتے ہیں جنہوں نے 11 مارچ 1946ء کو Hess کو ایک فارم سے گرفتار کیا۔ Sauckel کا اعتراف جرم بھی تشدد کا شاخسانہ تھا اور فرانس کی قومی اسمبلی کے سابق ڈپٹی سپیکر اور سینیٹر راجیہ گارودی نے اپنی کتاب The Founding Myths of Israeli Foreign Policy کے صفحہ 69 پر Sauckel کا بیان نقل کیا ہے جو اس نے ٹریبونل کے سامنے دیا کہ ان سے تشدد کے ذریعے ان دیکھی تحریر پر دستخط کرائے گئے۔

> یہودیوں کے مارے جانے سے کسی کو انکار نہیں' لیکن 60 لاکھ کی تعداد اور گیس چیمبر بہرحال ایک ایسی داستان ہے جس کا سر ہے نہ پیر

جس ٹریبونل نے Holocaust پر مہر تصدیق ثبت کی اس کے سارے جج اتحادی تھے۔ 60 فیصد یہودی تھے اور مترجم کے فرائض انجام دینے والوں کی اکثریت بھی یہودی تھی۔ یہ Nuremberg ٹرائل دنیا کا بدنام زمانہ ٹرائل تھا جس کے بارے میں 26 جولائی 1946ء کو خود امریکی اٹارنی جنرل رابرٹ ایچ جیکسن نے کہا تھا کہ ''یہ اتحادیوں کی جنگ کا تسلسل ہے۔''

> جو آزادیٔ صحافت اتنی بے لگام ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کارٹون شائع کر ڈالتی ہے ''ہولوکوسٹ'' کے معاملے میں وہ بکری کیوں بن جاتی ہے؟

آرٹیکل 19 اور آرٹیکل 21 کے تحت اس ٹریبونل نے شہادتیں وصول کر کے یہودیوں کے قتل عام پر مہر تصدیق ثبت کی۔ آرٹیکل 19 کا کہنا تھا کہ ٹریبونل روایتی طریقہ شہادت سے آزاد ہوگا اور جو شہادت اس کا جی چاہے وہ قبول کر لے گا۔ آرٹیکل 21 کا کہنا تھا کہ Public Notoriety ایک مضبوط شہادت تصور کی جائے گی اور اس کے لیے مزید واقعاتی شواہد نہیں مانگے جائیں گے۔ یعنی ہر وہ چیز جو لوگ عمومی طور پر درست سمجھتے ہوں وہ درست قرار پائے گی۔

چنانچہ اس طرح کی مضحکہ خیز عدالتی کارروائی کے ذریعے یہ ثابت کیا گیا کہ نازیوں نے گیس چیمبروں میں یہودیوں کا قتل عام کیا۔ چنانچہ کئی مضبوط شواہد کو ٹھکراتے ہوئے طے کر لیا گیا کہ گیس چیمبر تھے اور قتل عام ہوا تھا۔ حالانکہ Wolter Laquer اپنی کتاب Terrible Secret (صفحہ 190) میں لکھتے ہیں کہ ہٹلر نے یہودیوں کے قتل عام کا کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ یہی اعتراف تل ابیب ڈاکومنٹیشن سنٹر کے ڈائریکٹر Kubvof نے بھی کیا جو Lucky Dawid Owic2 کی کتاب The war against jews کے صفحہ 121 پر موجود ہے۔ نازیوں کے خلاف قائم ہونے والے ٹریبونل کے امریکی جج Stephen.s. Pinter کا 14 جون 1959ء کو کیتھولک ہفت روزہ Sunday Visitor میں ایک خط شائع ہوا جس میں وہ اعتراف کرتے ہیں کہ:

''میں نے 17 ماہ امریکی ملٹری جج کے طور پر کام کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہاں کوئی گیس چیمبر نہ تھا اور میں اس موضوع پر کسی بھی آدمی سے زیادہ معلومات رکھتا ہوں۔''

معروف برطانوی تاریخ دان David Irving کے مطابق دنیا بھر کے نمایاں قانون دان Nuremberg ٹرائل کی کارروائی پر شرمندہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہوں نے امریکی کورٹ کے جسٹس رابرٹ ایچ جیکسن کی ذاتی ڈائری پڑھی تو معلوم ہوا وہ بھی اس پر شرمسار تھے۔ Wennerstrum معروف امریکی جج تھے وہ Nuremberg میں قائم ہونے والے ٹریبونل کے رکن تھے مگر دلبرداشتہ ہو کر واپس امریکہ چلے گئے اور شکاگو ٹربیون میں انہوں نے کھل کر لکھا کہ وہاں کیا ظلم ہو رہا ہے۔ Horlon Fisk Stone امریکی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس رہ چکے ہیں۔ ان کے بارے میں Piller of the Law کے نام سے تھامس میسن نے ایک کتاب لکھی اس کے صفحہ 716 پر لکھا ہے کہ Stone نے بھی اس ٹریبونل کی کارروائی سے احتجاجاً علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

یہودیوں کے مارے جانے سے انکار نہیں لیکن 60 لاکھ کی تعداد اور گیس چیمبر بہرحال ایک ایسی داستان ہے جس کا سر ہے نہ پیر۔ اس کہانی کو جس طرح سٹیج پر فلمایا گیا معروف مؤرخ اس سے اختلاف کرتے ہیں جو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کی شہادتیں جھوٹی اور خود ساختہ ہیں۔ معروف مورخین اس کو ڈرامہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن پورے یورپ کے سینکڑوں اخبارات اور ہزاروں صحافیوں میں سے کسی ایک کی جرأت نہیں کہ وہ اس موضوع پر آزادی رائے سے کام لے سکے..... تو کیا ہمیں یہ سوال نہیں پوچھنا چاہیے کہ جو آزادیٔ صحافت اتنی بے سہارا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے کارٹون شائع کر ڈالتی ہے' Holocaust کے معاملے میں وہ بکری کیوں بن جاتی ہے؟ (بشکریہ روزنامہ جناح)

دعائے صحت کی اپیل

ندائے خلافت کی مجلس ادارت کے رکن اور ملک کے ممتاز صحافی و مصنف سید قاسم محمود صاحب کا گزشتہ ہفتے آنکھ کا آپریشن ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔

قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے بھی ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعاؤں کی درخواست ہے۔

اُمتِ محمدیہ کا ہر فرد گستاخی کے مرتکب ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرے — انجینئر نوید احمد

احتجاج کو موثر بنانے اور قوت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ نظامِ خلافت قائم کیا جائے! — شاہد اسلم

مسلمان رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے — شجاع الدین شیخ

مغربی پریس میں نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر خاکوں کی اشاعت کے خلاف حلقہ سندھ زیریں کے زیرِ اہتمام کراچی میں ہونے والے مظاہرہ کی روداد

رپورٹ: محمد سمیع

نائن الیون کے بعد مسلمانوں کے خلاف کروسیڈ کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس نے گزشتہ چار برسوں میں مختلف انداز اختیار کیا ہے۔ مسلم حکمرانوں کی کمزور پالیسیوں کے نتیجے میں افغانستان اور عراق پر حملہ اور گوانتانا موبے میں قرآن کریم کی توہین کے بعد اب مغرب کی جرأتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ انہوں نے میڈیا کے ذریعہ ناموسِ رسالت پر حملہ کیا ہے۔ مسلمان جتنا کمزور کیوں نہ ہو وہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ گرامی پر اس ناپاک حملے کو برداشت نہیں کر سکتا لہٰذا آج عالمی سطح پر ایک بحرانی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ اور دنیا کے تمام مسلمان سراپا احتجاج بن چکے ہیں۔ اسی سلسلہ میں تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے زیر اہتمام 7 جنوری کو کراچی پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا گیا۔

مظاہرے کا آغاز سہ پہر تین بجے انجینئر نوید احمد کی تقریر سے ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہ اظہارِ رائے کی کون سی آزادی ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ گرامی کو خاکوں کا ہدف بنایا جائے۔ ہم اپنے پیغمبر کی تعلیمات پر عمل کریں تو مغرب اسے انتہا پسندی کا نام دیتا ہے لیکن پیغمبروں کی شان میں گستاخی کو انسان کا حق قرار دیتا ہے۔ پہلے قرآن کی توہین کی گئی اور ہمارے کمزور ردِعمل پر اس کی جرأتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ اب وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ان ممالک سے اپنے سفیروں کو واپس بلائے اور ان کے سفیروں کو ملک بدر کرے۔ انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ ان ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ جناب شیخ شجاع الدین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف ایک عیسائی دانشور نبی اکرم ﷺ کو تاریخ پر اثر انداز ہونے والی دنیا کی ہستیوں میں نمبر ایک قرار دیتا ہے اور اسکینڈے نیوین نظام کے بنانے والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ سماجی بہبود کا سارا تصور انہوں نے حضرت عمر فاروقؓ سے لیا ہے' دوسری طرف مغربی پریس توہینِ رسالت کی گھناؤنی حرکت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ غالباً مغرب ہماری غیرتِ ایمانی کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ اب دنیا نے دیکھ لیا ہے کہ مسلمان اپنے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب عامر خان نے اپنی تقریر میں نبی اکرم ﷺ سے تعلق کی بنیادیں گنواتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی ہمارے سامنے ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین اور دنیا جہاں کے لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔ اسی محبت کا تقاضا ہے کہ ہم مغربی پریس کی اس گھناؤنی حرکت پر پُرزور صدائے احتجاج بلند کریں۔ انجینئر سید نعمان اختر نے کہا رحمۃ للعالمین ﷺ کی شان میں اس گستاخی کی جرأت اس لیے ممکن ہوئی ہے کہ ہم نے اسلامی تعلیمات سے انحراف کر رکھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ ساری دنیا کے لیے رول ماڈل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مغرب کی ان گھناؤنی حرکتوں کا سدّ باب صرف اس طرح ممکن ہے کہ یہاں اسلام کا نظامِ عدل اجتماعی نافذ کیا جائے۔

مرکزی ناظم تربیت جناب شاہد اسلم نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مغرب' جس کو اپنی تہذیب کی برتری کا زعم ہے' کا یہ حال ہے کہ وہاں حضرت عیسیٰؑ کی زندگی پر فلمیں بنتی ہیں اور ان کی غیرتِ ایمانی میں کوئی جوش نہیں آتا۔ ہمارا دین ہمیں تمام انبیاءؑ پر ایمان اور ان کے احترام کی تعلیم دیتا ہے۔ انہوں نے کہا ہم میں غیرتِ ایمانی تو ہے لیکن قوت نہیں' لہٰذا ہمارا احتجاج ان دیواروں سے ٹکرا کر واپس چلا آتا ہے جو مغرب نے ہمارے حکمرانوں کی صورت میں کھڑی کر رکھی ہے۔ ہم نے اس وقت بھی احتجاج کیا تھا جب ایک کارٹون میں پاکستان کو کتے سے تشبیہ دی تھی اور اس وقت بھی جب گوانتانا موبے میں قرآن حکیم کی توہین کی گئی تھی۔ لیکن ہمارا احتجاج اس وقت تک موثر نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے پاس قوت نہ ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم خلافت کے ادارہ کا احیاء کریں۔ یہ ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کا متقاضی ہے اور اگر ہم واقعتاً اللہ کے رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں تو اس جدوجہد سے مفر نہیں۔

مظاہرے کے بعد شرکاء منظم انداز میں مارچ کرتے ہوئے شاہین کمپلیکس پہنچے جہاں وہ بینرز لے کر اذانِ عصر سے قبل تک کھڑے رہے۔ ساڑھے چار بجے مبتدی رفقاء کو جو تربیت گاہ میں شریک تھے رخصت کیا گیا۔ ملتزم رفقاء کو اس لیے روک لیا گیا کہ اسی علاقے میں مرکزی ناظم تربیت نے ان کے لیے ایک انفرادی دعوت کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ آخر میں شاہد اسلم صاحب نے اختتامی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بعثت کو مؤمنین پر اپنا احسان قرار دیا ہے۔ ہم منہج انقلابِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے قرآن کے پیغام کو عام کر رہے ہیں جو ہمارے تزکیے کا ذریعہ بھی ہے اور اس میں اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کے لیے شرعی احکامات بھی ہیں۔ اس عمل کے نتیجے میں ان شاء اللہ وطنِ عزیز میں اسلامی انقلاب کی راہ ہموار ہو گی۔ لیکن رفقاء ایک بات کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ ہم جس چیز کی دعوت دے رہے ہیں اُس کا اظہار ہمارے عمل سے بھی ہونا چاہیے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کروائی۔ نمازِ عصر کے بعد رفقاء اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

اس مظاہرہ کے دوران رفقاء کی تنظیم کے نظم سے وابستگی کے کئی مظاہرے سامنے آئے۔ محرم کے جلوس کے نتیجے میں رفقاء کو گھنٹوں بسوں میں سفر کر کے یہاں پہنچنا پڑا اور ایک رفیق کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کئی کلو میٹر پیدل چل کر مظاہرہ میں شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اپنے حبیبؐ سے محبت کے تقاضے کی تکمیل کے لیے جو حقیری کوشش کی گئی اسے قبول فرمائے اور ہمارے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کا دورہ حلقہ گوجرانوالہ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب، تنظیم کے ناظم اعلیٰ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب کے ہمراہ 7 جنوری بروز جمعۃ المبارک قبل از عشاء مرکز تنظیم اسلامی گوجرانوالہ (ڈویژن) تشریف لائے۔ بعد نماز عشاء باقاعدہ نشست کا آغاز ہوا۔ اگرچہ یہ خالص رفقاء کا اجتماع تھا مگر احباب کی فرمائش پر انہیں اس گفتگو میں شریک کیا گیا۔ ابتدا میں امیر تنظیم نے قرآن حکیم کی مختصر تلاوت فرمائی اور اپنے آنے کی وجوہات بیان کیں۔ اس کے بعد فرداً فرداً تعارف ہوا۔ سوالات کے جوابات دیتے ہوئے امیر تنظیم نے نظم کی اہمیت اور بیعت کے تقاضوں پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں بعد مبتدی اور ملتزم رفقاء نے مسنون بیعت کی تجدید کی اور سبق کو پھر تازہ کیا۔ یوں یہ مبارک محفل اختتام پذیر ہوئی۔

8 جنوری کو صبح ناشتہ سے قبل امیر تنظیم، ناظم علیٰ اور ناظم حلقہ جناب محمد خالد کے ہمراہ تنظیم اسلامی متحدہ عرب امارات کے امیر کے ہاں تعزیت کے لیے گئے۔ ناشتہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق محترم فتح داد برکی کے ہاں تھا۔ اِس دوران اُن کے والد صاحب سے فکر تنظیم اور دوسرے امور پر گفتگو جاری رہی۔ تقریباً گیارہ بجے کے قریب امیر تنظیم، ناظم اعلیٰ اور گوجرانوالہ ڈویژن کے ناظم دعوت محترم خادم حسین اسرہ پھالیہ کے لیے روانہ ہوگئے۔ پھالیہ سے پہلے علی پور چٹھہ کے رفیق تنظیم محمد سلیم رحمانی سے ملاقات طے تھی۔ بھائی سلیم گزشتہ ایک ماہ سے کمر کے درد میں مبتلا ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے علی پور چٹھہ کے دو ممتاز علماء مولانا اقبال نعمانی اور مولانا محترم افضال الحق کو اس محفل میں شریک کیا۔ اس ملاقات میں مجموعی طور پر 12 افراد نے شرکت کی۔ امیر تنظیم نے ساتھیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے اتحاد امت پر زور دیا اور اقامت دین کے کام کی اہمیت بیان کی۔ دعا پر یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

نماز ظہر مولانا افضال الحق صاحب کی مسجد میں ادا کی گئی۔ نماز کے بعد مولانا نے اپنے ادارے اور والد صاحب کا تعارف کروایا۔ اور اپنے والد صاحب اور بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی فکری ہم آہنگی کا ذکر کیا۔ امیر تنظیم نے ادارے کی ڈائری میں اپنے تاثرات قلمبند کیے۔ اس کے بعد یہ قافلہ پھالیہ روانہ ہوا۔ پھالیہ کا دورہ مکمل کرنے کے بعد یہ قافلہ منڈی بہاؤالدین روانہ ہوا۔ یہاں محترم محمد حسین کے گھر ملاقات طے تھی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد امیر تنظیم نے ڈاکٹر ساجد جو کہ معذور ہیں، سے ملاقات کی اور حالات دریافت کیے۔ امیر تنظیم نے اُن سے خصوصی گفتگو کی اور ان کے لیے دعائے صحت کی۔ یوں دورہ مکمل ہونے کے بعد لاہور روانگی ہوئی۔

(رپورٹ: شاہد رضا)

نائب ناظمہ علیا صاحبہ کا دورۂ کراچی

کراچی کی رفیقات کے بے حد اصرار اور انتظار کے بعد مورخہ 26 تا 28 جنوری محترمہ امۃ المعطی صاحبہ کراچی کے تین روزہ دورہ پر تشریف لائیں۔ اس دورہ کو ہنگامی دورہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ تین دن کے مختصر دورہ میں انہوں نے تقریباً کراچی کے تمام تناظیم کے دورے کیے۔ اور رفیقات سے ملاقاتیں کیں۔

بروز جمعرات کراچی آمد پر انہیں یاسین آباد لے جایا گیا جہاں انہوں نے قرآن فہمی کورس کی طالبات (جن کی تعداد 80 کے قریب ہے) سے خطاب کیا اور بعدازاں رفیقات سے ملاقات کی، دوپہر ڈھائی بجے ناظم آباد پہنچیں۔ اور وہاں ناظمات ونقیبات سمیت تمام رفیقات سے ملاقات کی اور خطاب کیا۔ اس کے بعد ساڑھے چار بجے ملیر پہنچیں اور وہاں موجود رفیقات سے ملاقات و خطاب کیا۔ بروز جمعہ صبح ڈیفنس، دوپہر لانڈھی / کورنگی اور شام گلشن / سوسائٹی کی رفیقات سے ملاقات کی اور خطاب کیا۔ بعدازمغرب چند رفیقات سے ذاتی ملاقات بھی ہوئی۔

بروز ہفتہ امیر محترم حافظ عاکف سعید صاحب نے تمام سینئر رفیقات وعہدیداران سے خطاب کیا جس میں انہوں نے قراردادِ تاسیس کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ فرد کا اصل ٹارگٹ اپنی اُخروی نجات ہے۔ تنظیم صرف فرد کو رضائے الٰہی کے حصول میں مدد دیتی ہے۔ لہٰذا تنظیم منزل نہیں بلکہ راہ منزل ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایسی حرکت جو اس راستے پر چلنے والوں کو تکلیف دے، وہ اللہ کے نزدیک مقبول نہ ہوگی۔ سو ہر قدم پر دیکھنا چاہیے کہ ہمارے کسی عمل سے اجتماعیت کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اس راستے کی اہم شے ایمان وتقویٰ ہے، اگر اس میں کمی آ گئی یا تعلق باللہ کمزور پڑ گیا تو ہوسکتا ہے کہ جماعتیں کامیاب نظر آئیں مگر یہ فرد آخرت کے دن ناکام ہو جائے۔ اسی تعلق کے کمزور ہونے سے فرد جماعت سے بیزاری بھی محسوس کرے گا، یا تحریکی کام میں بہت زیادہ مشغولیت سے اپنے تزکیہ ذات، ایمان واعمال سے غافل ہو جائے گا۔ یہ طریقہ بھی مذموم ہے۔ اس کے بعد امیر محترم نے امیر و مامور کے مابین نظم کے حوالے سے رشتے کو واضح کیا انہوں نے فرمایا کہ مامور کا کام سمع واطاعت فی المعروف اور نظم بالا کے ساتھ نصح وخیر خواہی ہے۔ اُسے چاہیے کہ وہ تنازع فی الامر سے پرہیز کرے۔ امیر کی ذمہ داری ہے کہ ضبط تحمل سے کام لے ایثار ذات کرے، نرم مزاجی وعفو سے کام لے اور ساتھیوں کی غلطیوں پر اللہ سے استغفار کرے۔ امیر محترم کے پیغام کا خلاصہ تھا ''نجات اُخروی کی فکر''۔

نائب ناظمہ علیا محترمہ امۃ المعطی صاحبہ نے اپنے دورۂ کراچی میں تمام رفیقات کو انتہائی دلسوزی سے تقویٰ کا پیغام دیا۔ انہوں نے کہا کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے مسلمان ہونے پر فخر وشکر کرنا چاہیے اور پھر الحمد للہ ہم ایسی جماعت سے بھی وابستہ ہیں جس کا ٹارگٹ رضائے الٰہی ہے۔ انہوں نے نصیحت کی کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو مسئلہ نہ بنائیں، فقہی بحثوں میں نہ الجھیں۔ انہوں نے کہا کہ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے رب کی ناراضی سے بچے۔ تقویٰ کا ذریعہ قرآن حکیم ہے۔ ضروری ہے کہ ہمارے ظاہر میں بھی تقویٰ ہو اور باطن میں بھی۔ اگر صرف ظاہری ہو تو یہ منافقت بن جاتا ہے۔ انہوں نے خواتین پر زور دیا کہ اخلاقی برائیوں، حسد، تکبر اور غیبت سے بچیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کا جہاد آنکھ کھولتے ہی شروع ہو جاتا ہے کبھی شوہر کے ساتھ، کبھی بچوں کے ساتھ۔ لہٰذا خواتین اپنے گھروں کی فکر کریں اپنی اولاد پر بہت توجہ دیں۔ زیادہ سے زیادہ اپنے گھر رہتے ہوئے اللہ کے احکام پر عمل کریں۔

محترمہ امۃ المعطی صاحبہ کا یہ پیغام ربانی تمام رفیقات کے لیے از سر نو تذکیر کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ اُن کے سفر کراچی کو توشۂ آخرت بنائے اور ہم سب کو پیغام ربانی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین!)

(رپورٹ: ناہید بنت الیقین)

بہاولنگر میں ماہانہ تنظیمی وتربیتی اجتماع

مورخہ 8 جنوری بروز اتوار قرآن اکیڈمی مسجد جامع القرآن میں تنظیم اسلامی بہاولنگر کے رفقاء کا ماہانہ اجتماع ہوا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت کلام سے ہوا۔ راقم نے تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ راقم نے قربانی کا فلسفہ اور روح کو حاضرین کے سامنے بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ کس طرح ابراہیم علیہ السلام کی ساری زندگی قربانیوں سے مزین تھی۔ انہیں نوجوانی سے بڑھاپے تک قربانیوں سے واسطہ تھا۔ اسلام واقعی قربانی چاہتا ہے، وقت کی، مال کی، جان کی اور صلاحیت کی قربانی۔ اس کے بعد امیر حلقہ محمد منیر احمد نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کی روشنی میں دین کا جامع تصور اور جہاد فی سبیل اللہ کے تقاضے بڑے ہی جامع انداز میں سمجھائے۔ پندرہ منٹ کے وقفہ میں حاضرین کی چائے بسکٹ سے تواضع کی گئی۔ دوسرے سیشن میں جناب محمود اسلم نے درس حدیث دیا۔ امیر حلقہ کے اختتامی کلمات سے پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: محمد رضوان عزمی)

دعائے مغفرت

☆ محمد سہیل قریشی صاحب کی والدہ محترمہ انتقال کرگئی ہیں۔

☆ سرگودھا کے ملتزم رفیق مہر اللہ یار کے بڑے بھائی وفات پا گئے ہیں۔

☆ حلقہ پنجاب غربی کے امیر محمد رشید عمر کے بڑے بھائی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔

قارئین ندائے خلافت، رفقاء اور احباب سے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کریں‘ اس میں کیا حکمت تھی؟

☆ دین اور شریعت میں کیا فرق ہے؟

☆ کیا ایسی شادی بیاہ میں شرکت کرنا حرام ہے جس میں ہندوانہ رسومات کا اہتمام ہو؟

قارئین ندائے خلافت کے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: قرآن و حدیث کی روشنی میں شب برات کی کیا حیثیت ہے؟ (محمد عارف)

ج: بعض چیزیں ہمارے ہاں عوامی سطح پر بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہیں۔ جبکہ ان کے لیے کوئی مستند احادیث موجود نہیں ہیں۔ شب برات کے بارے میں لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ دو مختلف راتیں ہیں‘ لیکن اس پر مفسرین کا تقریباً اجماع ہے کہ دونوں ایک ہی شب کے دو نام ہیں۔ البتہ شعبان کی پندرہویں شب کے بارے میں ایک واقعہ ملتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے محسوس کیا کہ پندرہویں شعبان کی رات کو حضورﷺ موجود نہیں ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ آپؐ جنت البقیع گئے ہوئے تھے اور وہاں جا کر آپؐ مسلمانوں کے لیے‘ جو وہاں دفن تھے استغفار کر رہے تھے لیکن یہ روایت بھی مستند نہیں ہے۔ اس موضوع پر جلد ہمارے جریدے ماہنامہ میثاق میں ایک مضمون شائع ہونے والا ہے‘ مزید رہنمائی کے لیے اس کا مطالعہ کریں۔

س: میں میڈیکل کی طالبہ ہوں۔ دین سیکھنا تو ظاہر ہے ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ لیکن میڈیکل کی تعلیم کے لیے بھی بہت وقت درکار ہوتا ہے۔ جس میں دین کی باتیں سیکھنے کے لیے وقت دینا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ سائنس کی تعلیم کو زیادہ ٹائم دینے اور دین کے تفصیلی مطالعے کو قدرے موخر کر دینے سے کیا میرے اوپر گناہ تو لازم نہیں آئے گا۔ (ڈاکٹر امینہ افسر)

ج: دنیاوی علوم و فنون کو اس درجے اپنے اوپر حاوی نہیں کرنا چاہیے کہ دین کی تعلیم میں وہ رکاوٹ بن جائیں۔ یہ احساس اگر آپ کو ہے تو صحیح ہے۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ عارضی طور پر انسان اپنے ذہن میں نیت یہ رکھے کہ اب یہ کورس جو میں نے شروع کر لیا ہے اسے ختم کر کے میں دین حاصل کروں گا یا کروں گی۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

س: فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابندی کرتے ہیں تو ابلیس کا کیا معاملہ ہے؟ (محمد عمر خالد)

ج: ابلیس فرشتہ نہیں تھا‘ جن تھا۔ قرآن حکیم میں ہے: ﴿كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ﴾ اُس کا نام عزازیل تھا۔ عبادت تقویٰ اور علم میں وہ اتنا آگے بڑھ گیا تھا کہ فرشتوں کی مجالس میں شامل ہو گیا تھا۔ فرشتہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا۔ اسی لیے قرآن حکیم میں ذکر آتا ہے کہ جب اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کریں تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ابلیس فرشتہ نہیں تھا۔

س: سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کو کیا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو‘ اس میں کیا حکمت تھی؟ (ضیاء اللہ)

ج: سجدہ تعظیم کی ایک علامت ہوتی ہے۔ شریعت محمدیﷺ سے پہلے تعظیمی سجدہ حرام نہیں تھا‘ بعد میں حرام ہوا ہے۔ حضرت آدمؑ کو جو سجدہ کرایا گیا وہ علامتی سجدہ تھا‘ جو اس بات کی علامت تھا کہ انسان فرشتوں سے برتر ہے۔ مزید براں‘ اللہ کے حکم کے مطابق آدم کو سجدہ کر کے فرشتوں نے درحقیقت اللہ کے حکم کے سامنے سر جھکایا تھا۔

س: دین اور شریعت میں کیا فرق ہے؟ (محمد ریاض)

ج: دین و شریعت دو مختلف اصطلاحات ہیں۔ جہاں تک دین کا تعلق ہے وہ ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے اور وہ ”اسلام“ ہے‘ از روئے الفاظ قرآنی: ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ......﴾ کہ دین تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہی ہے!۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمدﷺ تک تمام انبیاء و رسل کا دین ایک ہی رہا ہے۔ اس میں کسی دور میں بھی قطعاً کوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ دین یہ ہے کہ عقیدۂ توحید کے مقتضیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جائے‘ اس کے بھیجے ہوئے انبیاء رسل اور اس کی اتاری ہوئی کتابوں کی تصدیق کی جائے‘ ملائکہ‘ بعث بعد الموت‘ حشر و نشر‘ حساب و کتاب‘ جزا و سزا اور جنت و دوزخ پر پختہ یقین رکھا جائے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو حاکمِ مطلق اور مقننِ حقیقی تسلیم کیا جائے۔ جبکہ شریعت عملی زندگی کے احکام پر مشتمل ہوتی ہے۔ چنانچہ حالات کے بدلنے‘ انسانی ذہن کے ارتقاء اور تہذیب و تمدن اور وسائل و ذرائع کی ترقی کے ساتھ ساتھ احکام شریعت میں تغیر و تبدل ہوتا رہا‘ آنکہ شریعت محمدﷺ پر پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

دین اور شریعت کے فرق کو آپ دورِ جدید کی دو اصطلاحوں دستور اور قانون کے حوالے سے سمجھ سکتے ہیں۔ کسی بھی ملک کا ایک تو ”اساسی دستور“ ہوتا ہے‘ جس میں یہ متعین ہوتا ہے کہ حاکم کون ہے‘ حاکمیت (Sovereignty) کس کی ہے اور وہ حاکمیت کس طرح استعمال ہوگی۔ حاکمیت کے تحت قانون بنانے کا طریقہ کیا ہوگا‘ وہ حاکمیت کیسے روبہ عمل ہوگی‘ قوانین میں ردوبدل کیسے ہوگا۔ ملکی نظام کیسے چلے گا‘ عدلیہ اور انتظامیہ کے مختلف شعبوں کا باہمی ربط کیا ہوگا‘ اور ایک دوسرے کے احتساب و محاسبہ اور ان میں باہمی توازن کا نظام کیا ہوگا؟ اساسی دستور ان تمام مسائل پر محیط ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کا دستور بناتے ہوئے اس امر کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کی اساسی دفعات بہت پائیدار اور مستحکم ہوں۔ چونکہ ان میں بار بار کی تبدیلی مناسب نہیں ہوتی اس لیے اس میں تبدیلی کے طریق کار کو بڑا ہی مشکل رکھا جاتا ہے۔ قوانین اور ضابطے اساسی دستور کے تحت بننے والے تفصیلی ضابطے ہوتے ہیں جو بنتے اور بدلتے رہتے ہیں۔ ان کا معاملہ دوسرا ہے۔ تعزیرات علیحدہ لکھی جاتی اور طے کی جاتی ہیں‘ دیوانی اور فوجداری قوانین علیحدہ مدون کیے جاتے ہیں اور ان میں ملکی دستور کے تحت حسب ضرورت آسانی سے ردوبدل کیا جاسکتا ہے۔

س: اگر کوئی غیر مسلم ہمیں اپنے کسی فنکشن‘ یا دعوت میں مدعو کرے تو کیا اس میں شرکت کی اجازت ہے‘ ہوسکتا ہے‘ وہاں کچھ ناچ گانا وغیرہ ہو؟ (فرحان احمد)

ج: یقیناً جس پروگرام میں ایسی قبیح چیزیں ہوں وہاں ہرگز شرکت نہیں کرنی چاہیے۔ باقی اگر ایسی چیز نہیں ہے تو آپ جاسکتے ہیں‘ اور وہاں اگر آپ کو موقع ملے تو اسلام کی دعوت بھی پہنچایئے۔

س: اگر کوئی مسلمان شادی کی دعوت دے مگر اُس شادی میں ہندوانہ رسمیں شامل ہوں جیسے برات مہندی وغیرہ‘ تو کیا اس میں شرکت کرنا حرام ہے؟ (شازیہ امین)

ج: ایسی مجالس میں شرکت کئی اعتبارات سے درست نہیں ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ان مجالس میں شرکت کو حرام بتایا ہے۔ یہ رسومات و بدعات ہیں‘ لہٰذا ان سے بچنا چاہیے۔ اپنے عزیز اور رشتہ دار کو بتا دیا جائے کہ میری تم سے کوئی دشمنی اور عداوت نہیں ہے۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ میں کسی ناراضی کی وجہ سے آپ کی دعوت میں شامل نہیں ہو رہا‘ بلکہ یہ رسومات چونکہ دین کے خلاف ہیں‘ انہیں چھوڑ دو‘ تو میں بسر و چشم حاضر ہو جاؤں گا۔ ورنہ میں اس میں شرکت نہیں کرسکتا۔

س: پینٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟

ج: پینٹ شرٹ اگر ڈھیلی ہو تو پہننے میں کوئی حرج نہیں لیکن ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اپنی تہذیب و ثقافت کے مطابق اپنے رہن سہن کو بنانا چاہیے‘ اس لیے بہتر یہی ہے کہ شلوار قمیض ہی کو اپنا لباس بنایا جائے۔

کالم ”تفہیم المسائل“ میں سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

فلسطینی وزیراعظم کا انتخاب

حماس کے اہم رہنما' اسماعیل ہنیہ کو فلسطین اتھارٹی کا نیا وزیراعظم منتخب کرلیا گیا ہے۔ہنیہ کا شمار حماس کے مقبول رہنماؤں میں ہوتا ہے۔وہ ایک سابق استاد اور ان گنے چنے رہنماؤں میں سے ایک ہیں جو اسرائیل کو تباہ کرنے کی باتیں کھل کر نہیں کرتے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ آنے والے دنوں میں کیونکر اپنے ملک کا انتظام چلاتے ہیں اور ان کے محمود عباس اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات کس سطح پر چلیں گے۔اُدھر اسرائیلی حکومت نے فلسطین اتھارٹی کو 50 ملین ڈالر کی ادائیگی روک دی ہے جو وہ 1994ء کے معاشی معاہدے کے مطابق اتھارٹی کی طرف سے جمع کرتی ہے۔اتھارٹی کی حکومت اسی رقم کے ذریعے اپنے ملازمین کو تنخواہیں ادا کرتی ہے۔

خبروں کے مطابق عرب حکومتیں حماس حکومت کی امداد کرنے کے لیے تیار ہیں مگر امریکا اس امر کی مخالفت کر رہا ہے۔عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل' امر موسیٰ نے بتایا ہے کہ عرب ممالک حماس حکومت کو ہر ماہ 50 ملین ڈالر دیں گے۔ان کا دعویٰ ہے کہ عرب لیگ فلسطینی پارلیمانی انتخابات سے قبل ہی اتھارٹی کو یہ رقم دینے کا فیصلہ کر چکی تھی۔امریکی وزیر خارجہ' کونڈو لیزا رائس نے ایران اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک کو انتباہ کیا ہے کہ وہ حماس حکومت کی امداد نہ کریں جسے امریکا دہشت گرد تنظیم سمجھتا ہے۔موصوفہ کا کہنا ہے کہ جب حماس اپنی پالیسیاں تبدیل کرے گی' تب ہی اُسے بین الاقوامی امداد ملے گی۔

ڈینش کمپنیاں پریشان ہیں

جب سے ڈنمارک کے ایک اخبار نے توہین رسالت ؐ کی ہے' عالم اسلام خصوصاً عرب دنیا میں ڈنمارک کی کمپنیوں کی تیار کردہ اشیاء کا بائیکاٹ شروع ہوگیا ہے۔ڈنمارک کی حکومت کا دعویٰ ہے کہ اس کی معیشت کو کوئی خطرہ نہیں مگر ڈنمارک کی کمپنیاں دباؤ کا شکار ہیں۔وہ کمپنیاں خاص طور پر متاثر ہوئی ہیں جو کھانے پینے کی اشیا بناتی ہیں مثلاً ارلا فوڈز جو مشرق وسطیٰ میں ڈنمارک کی سب سے بڑی برآمدی کمپنی ہے۔دو ہفتے سے اُسے روزانہ 1.6 ملین ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے جو معمولی نہیں۔اُسے عارضی طور پر 125 ملازمین نکالنے اور اپنے کئی ذیلی دفاتر بھی بند کرنے پڑے ہیں۔ارلا کے مانند دوسری کمپنیاں اپنی اشیاء برانڈ نیم کے بغیر فروخت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں یا انہوں نے اشیاء پر سے "میڈ ان ڈنمارک" ہٹا کر "میڈ ان یورپی یونین" لکھ دیا ہے۔ان کمپنیوں کا خیال ہے کہ بائیکاٹ مدہم ہونے کے بجائے مضبوط ہو رہا ہے اور لگتا ہے کہ طویل عرصہ تک اب ان کی رسائی مشرق وسطیٰ کے ممالک میں نہیں ہو سکے گی۔کئی عرب کمپنیوں نے ڈینش کمپنیوں کے ساتھ اپنے معاہدے ختم یا معطل کر دیے ہیں۔

ڈنمارک ہر سال 14 ارب کرونر مالیت کی اشیا اسلامی ممالک کو فروخت کرتا ہے مگر یہ تمام ڈینش برآمدات کا صرف 3 فیصد ہے۔اسی لیے ڈنمارک کی حکومت کا کہنا ہے کہ اس کی معیشت بائیکاٹ کو برداشت کر جائے گی۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائیکاٹ جاری رہا' تو دس ہزار لوگ اپنی ملازمتوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔یہ تعداد اس ملک کے لیے بہت بڑی ہے جس کی کل آبادی صرف 54 لاکھ ہے' ہمارے لاہور سے بھی کم۔

مقتدیٰ الصدر اور عراقی آئین

عراق کے ممتاز شیعہ رہنما' مقتدیٰ الصدر حکمران جماعت کے ایک دھڑے کے سربراہ ہیں۔موصوف نے حال ہی میں یہ بیان دیا ہے کہ وہ عراق کے نئے آئین کو تسلیم نہیں کرتے۔یوں انہوں نے سب سے خطرناک عراقی مسئلے کو چھیڑ دیا ہے۔ان کا کہنا ہے "میں اس آئین کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ وہ تعصب پر مبنی ہے۔اس میں کچھ بھی نہیں۔"

یاد رہے کہ مقتدیٰ الصدر ایک باغی رہنما ہیں اور انہوں نے امریکی فوج کے خلاف زبردست جنگ لڑی تھی۔وہ کہتے ہیں کہ اگر عراق میں جمہوری حکومت قائم ہو جائے' تو یہاں کسی بھی جگہ وفاق (فیڈرل ازم) ٹھونسنے کی ضرورت نہیں۔مقتدیٰ کے بیان سے عراقی سنی جماعتوں کو تقویت ملی ہے جو آئین میں ترامیم چاہتی ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ آئین نے شیعوں اور کردوں کو بہت زیادہ طاقت دے دی ہے۔

اسرائیلی چالیں

وادی اردن فلسطین میں سب سے زرخیز علاقہ ہے۔وہاں 53 ہزار فلسطینی اور 21 یہودی بستیوں میں 6 ہزار یہودی آباد ہیں۔اپنی زرخیزی کی بنا پر یہ علاقہ یہودیوں کے لیے بڑا اہم ہے۔پھر مغربی کنارے کے دیگر علاقوں تک یہاں سے راستے بھی پہونچتے ہیں۔انہی وجوہ کی بنا پر اسرائیلی حکومت نے یہاں جگہ جگہ چوکیاں قائم کر دی ہیں تاکہ وادی میں فلسطینی داخل نہ ہوسکیں۔اس امر پر خود انسانی حقوق کی ایک اسرائیلی تنظیم نے اسرائیلی حکومت پر الزام لگایا ہے کہ اس نے وادی اردن پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔اگر وادی کا کنٹرول اسرائیل کے پاس رہا' تو مغربی کنارے میں مستقبل کی فلسطینی ریاست تقریباً اسرائیلی حکومت کے حصار میں آجائے گی۔مزید براں اس کا عرب دنیا سے براہ راست تعلق بھی ختم ہو جائے گا۔اسرائیلی سیاستدان اپنی حکومت پر زور دے رہے ہیں کہ وہ اپنی "دیوار برلن" کو وادی اردن تک لے جائے تاکہ یہ دیوار مستقبل کے فلسطین کا احاطہ کرلے۔

ایران کا ایٹمی منصوبہ

اطلاعات کے مطابق ایرانیوں نے یورینیم کی افزودگی شروع کر دی ہے تاکہ اپنے ایٹمی ریکٹر کے لیے ایندھن تیار کرسکیں۔یہ عمل ایرانی حکومت نے دو سال قبل روکا تھا تاکہ یورپی یونین سے گفت و شنید کی جا سکے۔یعنی اب اس کا امریکا اور یونین' دونوں سے مجادلہ شروع ہوگیا ہے۔

بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی نے اس کا معاملہ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں بھیج دیا ہے جو آنے والے وقت میں ایران پر پابندیاں لگا سکتی ہے۔اگر ایرانیوں نے اپنے ایٹمی ریکٹر کی تیاری جاری رکھی' تو امکان ہے کہ اسرائیل یا امریکا اچانک بم باری کر کے اُسے تباہ کرنے کی کوشش کریں۔ماہرین نے انتباہ کیا ہے کہ اس طرح ہزاروں ایرانی موت کے منہ میں جا سکتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ایرانی ایٹمی تنصیبات شہری علاقوں کے قریب واقع ہیں جو آباد اور بھری پڑی ہیں۔

گوانتا نامو بے کا ظلمت کدہ

اقوام متحدہ نے امریکا سے کہا ہے کہ وہ گوانتانامو بے کا اپنا قید خانہ بند کر دے' جہاں 35 ممالک سے تعلق رکھنے والے 500 سے زائد افراد نظر بند ہیں۔امریکا کے مطابق یہ "دہشت گرد" ہیں۔ان میں اکثریت کا تعلق اسلامی ممالک سے ہے۔یہ قید خانہ دراصل "حقیقی بلیک ہول" ہے جہاں امریکیوں نے کسی قانون' ضابطے یا وارنٹ کے بغیر کئی انسان قید کر رکھے ہیں اور ان کے ساتھ حیوانوں جیسا انسانیت سوز رویہ رکھا جا رہا ہے۔انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیموں نے بھی اس ظلمت کدے کے خلاف بڑا احتجاج کیا ہے مگر امریکیوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔

پچھلے ہفتے امریکی جیلوں میں ظلم و ستم برداشت کرنے والے قیدیوں کی کئی تصاویر کو پوری دنیا میں خوف و دہشت سے دیکھا گیا۔کچھ ماہ سے گوانتانامو بے جیل اور ابوغریب جیل منظر عام سے غائب ہو گئے تھے لیکن ان تصاویر کے ذریعے واضح ہوا ہے کہ مغربی فوجی بربریت دکھانے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ان بولتی تصویروں نے عالم اسلام میں مغرب خصوصاً امریکا کا امیج مزید دھندلا دیا ہے۔

امریکی جمہوریت کی ناکامی

امریکیوں نے اس بات کی آڑ میں عراق پر حملہ کیا تھا کہ عراقی وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار بنا رہے ہیں۔وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ بات غلط تھی۔پھر امریکی کہنے لگے کہ وہ عراق اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک میں جمہوریت لانا چاہتے ہیں مگر یہاں بھی ان کی دال نہیں گلی بلکہ انہیں لینے کے دینے پڑ گئے۔جس اسلامی ملک میں بھی منصفانہ انتخابات ہوئے ہیں وہاں اسلامی جماعتیں برسر اقتدار آگئی ہیں یا انہوں نے نیا جنم لیا ہے۔اس ضمن میں ترکی' ایران' فلسطین' لبنان' مصر نمایاں مثالیں ہیں۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جمہوریت کے چیمپئن' امریکا کو اسلامی جماعتوں کی کامیابیاں خار کے مانند کھٹکتی ہیں۔ماضی میں جب الجزائر میں اسلامی نجات پارٹی نے کامیابی حاصل کی' تو وہاں فوج سے بغاوت کروا دی۔اب بھی امریکی اسلامی جماعتوں کے خلاف سازشیں کرنے میں مصروف ہیں تاکہ وہ پنپ نہ سکیں۔اس سلسلے میں ان کی ایک بڑی حکمت عملی یہ ہے کہ چھوٹی اسلامی جماعتیں اتحاد نہ کرنے پائیں' ورنہ وہ ہر مسلمان ملک میں طاقت حاصل کر سکتی ہیں۔

بقیہ: نقطۂ نظر

میں ہوگی اس لیے کہ بنیادی تعلیم کی نہ صرف زیادہ ضرورت ہے بلکہ IMF ‘World Bank اور دوسری امدادی ایجنسیاں بھی اِن اداروں کو مالی امداد دینے میں دلچسپی رکھتی ہیں۔

جب صوبائی سرکاری بورڈ کی کتابوں کی بجائے پرائیویٹ اداروں کی کتابیں پڑھائی جائیں گی تو ایک عام آدمی کے لیے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا اور مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ Oxford University Press کی طرز کے اداروں کی جب monopoly ہوگی تو وہ قیمتیں اپنی مرضی کی مقرر کریں گے اور پھر حکومت سمیت کوئی کچھ نہیں کر سکے گا۔ اس کے علاوہ جب نصابی کتب کی اشاعت پرائیویٹ اداروں کے سپرد ہو جائے گی تو مزید نظریات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا آسان ہو جائے گا۔ ہم نماز کا طریقہ نصاب سے خارج کیے جانے پر ہی بحث کر رہے ہیں' اور اس بات سے بے خبر ہیں کہیں کہ عنقریب ہمارے بچوں کی بنیادیں ہی ہلا ڈالنے کے تمام انتظامات مکمل ہوا چاہتے ہیں۔ نصاب کا پہلا ڈرافٹ مارچ 2006ء تک مکمل ہو جائے گا۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے کروڑوں روپیہ لگایا ہے' ہمارے کسی بھی احتجاج کو خاطر میں لائیں گے؟

3 فروری 2006ء کے ''نوائے وقت'' میں ایک خبر چھپی ہے' عنوان ہے: ''ناتجربہ کار افراد پر مشتمل خودمختار قومی نصاب کونسل کا قیام۔'' اِس خبر نے ہمارے تمام خدشات کو جو اِس مضمون میں رقم ہیں' درست ثابت کر دیا ہے۔ اِس خبر کے مطابق وزارتِ تعلیم نے قومی نصابی وِنگ کو ناکارہ بناتے ہوئے نصاب کی متنازعہ تبدیلیوں کا کام جلد از جلد مکمل کرنے کے لیے قومی نصابی کونسل قائم کر لی جو خودمختار ہوگی۔ اور اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت نصاب میں ہر قسم کی تبدیلیوں کا حتمی فیصلہ دینے کی مجاز ہوگی۔ قبل ازیں صوبائی ٹیکسٹ بک بورڈ اپنے نصاب کے مطابق درسی کتب منظوری کے لیے قومی نصابی ونگ کو بھیجتے تھے جس کی منظوری کے بعد ان درسی کتب کو تعلیمی اداروں میں لاگو کر دیا جاتا تھا۔ نئی قومی نصابی کونسل کے اراکین کا تقرر قابلیت کی بناء پر نہیں کیا گیا بلکہ وہ خوبصورت انگریزی بولنے والے اور نظریۂ پاکستان کو reject کرنے والے لوگ ہیں' خواہ وہ باہر کے ملکوں سے PhD ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اُن کا ملکی یا غیرملکی نصاب سازی کا نہ تو تجربہ ہے اور نہ ہی اہلیت۔ وہ اڑھائی سے چار لاکھ تنخواہ لیتے ہیں اور یہ تنخواہ قابلیت کی نہیں ہے' یہ تنخواہ من مانے دستخط ثبت کروانے کی دی جاتی ہے۔

ہم آغا خان بورڈ پر احتجاج کر کے خاموش ہو گئے۔ حکومت نے 1000 ایکڑ زمین آغا خان بورڈ کو دے کر دوسروں کے لیے بھی کشش پیدا کر دی اور اب عنقریب Beacon House اور Askari Board ہم پر مسلّط ہونے والے ہیں۔

میں ملک کے سنجیدہ طبقات خاص طور پر قوم کی ماؤں سے اپیل کرتی ہوں کہ خدارا! اپنی آنے والی نسلوں کو بچائیے۔ فیشن' ٹی وی اور دوسری تفریحات سے نکل آیئے' ورنہ انجام بہت بُرا ہوگا۔ اربابِ اختیار تو امریکہ کے آگے بے بس ہیں' اب ہم خاندان کو بچانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ اگر مائیں اِس نصاب کو رد کر دیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہماری آئندہ نسلوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ ان شاء اللہ! خدارا! تمام پہلوؤں پر اچھی طرح غور و فکر کیجیے اور بھرپور ردِعمل کا اظہار کیجیے۔ تب تک جب تک یہ مسئلہ خاطر خواہ طور پر حل نہ ہو جائے' ورنہ ہماری آئندہ نسلیں امریکی غلام کے سوا کچھ نہیں ہوں گی۔

فلک سیر (ٹورسٹ) ریزورٹ ساگر ریسٹورنٹ ملم جبہ' سوات

9,600 فٹ بلندی پر واقع وادی سوات کے نہایت دلفریب اور پرفضا مقام **ملم جبہ** میں قیام و طعام کی بہترین سہولتوں سے آراستہ

جدید تعمیر شدہ شاندار ہوٹل

مینگورہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلے پر اور سیاحت کارپوریشن پاکستان کی چیئر لفٹ سے چار کلومیٹر پہلے
کھلے اور روشن کمرے' نئے قالین' عمدہ فرنیچر' صاف ستھرے ملحقہ غسل خانے' اچھے انتظامات اور اسلامی ماحول

رب کائنات کی خلاقی و صناعی کے پاکیزہ و دلفریب مظاہر سے قلب و روح کو شاد کام کرنے کا بہترین موقع

تحریکی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

فلک سیر کارپوریشن' جی ٹی روڈ' امانت کوٹ' مینگورہ سوات

فون دفتر: 0946-725056' ہوٹل: 0946-835295' فیکس: 0946-720031

weapons. One of the signs for that is the confidence with which the Iranian government responds to US threats. Iranian leaders have acted responsibly and reasonably so far. It is always the mistake of extremists to misjudge the behavior of reasonable men. The Iranians tried to avoid purchasing nuclear material from the Pakistani black market to avoid arousing unnecessary suspicion. They kept their nuclear program limited to energy production. It is the United States and its allies which are provoking it into reaction. As a result, it has been a mistake of reasonable men in Iran to mistake the behavior of extremists in Washington and not getting out of NPT or testing a few nuclear devices to balance its power against its enemies.

Many analysts are predicting that attack on Iran will be provoked because a majority of Americans are not in favor of a new war. Although setting up a pre-text for domestic support cannot be ruled out, one can say with certainty from the track record of Bush and company that they will hardly bother to engineer another terrorist attack.[4] In the fits of madness, they have already made themselves believe that they have enough justification to wage a war or aggression on Iran. The Washington Times has already started beating war drums and promoting "policy experts" who believe the US must go alone if needed (Feb 6, 2006).[5]

Irrespective of any pretext and going alone or in a coalition of barbarians, the signs tell us that the warlords are not going to relinquish their totalitarian dreams. It is very unfortunate on their part that they are putting their hands in hornet nest where they may get stung with nuclear weapons. Their retaliation, for sure, will lead to total disaster. A disaster, far worse than what the title "World War 3" can convey.

Abid Ullah Jan's latest book, The Musharraf Factor was released in December 2005. His book, Afghanistan: The Genesis of the Final Crusade will be released shortly.

Notes/links:

1. http://icssa.org/ICSS%20-%20waronIslam.beginning_of_final.htm
2. http://icssa.org/ICSS%20-%20waronIslam.world_war_is_on.htm
3. http://www.icssa.org/mocking_pakistan.htm
4. http://www.montrealmuslimnews.net/iranheather.htm
5. http://washingtontimes.com/upi/20060203-044418-1878r.htm

Vol: 15 Regd. No. LRL -50 No. (

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Why America will reap the Worst in Iran

At a time when nuclear material—including red mercury and different forms of Uranium—were flowing in the streets of Pakistan, a high ranking Pakistani official, working in the Iranian consulate, told this writer that Iran is obtaining smuggled nuclear material from its field commanders in Afghanistan. It was well before the nuclear testing by India and Pakistan took place. Keeping this fact in mind, it is simply naïve to assume that the United States or Israel will launch an un-provoked war of aggression on Iran, and Iran will remain a sitting duck and not retaliate with what it must have refined and retooled since mid-nineties.

Many anti-war analysts believe that Iran has no nuclear weapons program in place and no one has ever produced a shred of credible evidence to the contrary. Yet they fear that the Bush administration's spurious accusations and subsequent war will lead to a wider World War.

If Iran has no nuclear weapons, as concludes Mohammed el-Baradei the respected chief of the IAEA, the war on Iran, in itself, will not lead to the speculated World War 3. It will only worsen the situation worldwide. Instead of directly ending up in a World War, the war on Iran will only become a next phase in spreading the World War that is already on without our realizing that we are passing through its initial phases. [1]

On the other hand, a false assumption that Iran has no nuclear weapons will, in fact, quickly engulf many more countries and take the World War that is already on to a quick climax.[2]

Under-estimating Iran's nuclear capacity is pushing the extremists in Washington into launching a war that the US administration has been planning since a long time. The IAEA's inspections and confirmation that Iran has no nuclear weapons and there is no nuclear program in operation are no different than the confirmation by the United Nations weapons inspectors in Iraq that Saddam had no weapons of mass destruction. Confirmation of the absence of weapons actually led to the United States' final decision to launch a war of aggression on Iraq.

This time around, the United States is in for a big trouble. It is attacking Iran, not for the reason that it has, or it is planning to have nuclear weapons, but only because it has assumed that Iran is years away from producing nuclear weapons.

Many analysts believe that an attack on Iran will turn into a World War because the Iranian government has a long-range strategy for "asymmetrical" warfare that will disrupt the flow of oil and challenge American interests around the world. Certainly, if one is facing an implacable enemy that is committed to "regime change" there is no reason to hold back on doing what is necessary to defeat that adversary. However, the main reason for escalation of the conflict will be exactly the assumption on the part of the United States, Israel and Britain that Iran cannot respond with nuclear weapons.

At a time when nuclear material—including red mercury and different forms of Uranium—were flowing in the streets of Pakistan, a high ranking Pakistani official, working in the Iranian consulate, told this writer that Iran is obtaining smuggled nuclear material from its field commanders in Afghanistan. It was well before the nuclear testing by India and Pakistan took place. Keeping this fact in mind, it is simply naïve to assume that the United States or Israel will launch an un-provoked war of aggression on Iran, and Iran will remain a sitting duck and not retaliate with what it must have refined and retooled since mid-nineties.[3]

Even if we assume that the Iranian government purchased nuclear material without any intention of putting it to use, it is highly unlikely that it will still let this material gather dust while it is being openly and seriously threatened by the United States and Israel. If scientists in Germany and the United States could work to develop nuclear weapons from scratch during the World War II, how long will it take a nation pushed against the wall and with all the ingredients available to put something workable together and retaliate with a bang?

So, the practical chances of Iran's retaliation with a nuclear weapon in the face of a war of aggression imposed on it are far more than the theoretical assumptions that Iranian Intelligence will plan covert operations which will be carried out in the event of an unprovoked attack on their facilities.

It is true that a nuclear response from Iran would mean a definite suicide when looked in perspective of the nuclear power of the United States and Iran. But it also doesn't make any sense that the United States would keep bombing Iran, the way it has planned, into the Stone Age, yet despite being able to respond, Iran will simply turn the other cheek. This chain of inevitable reactions will in fact lead a wider conflagration that the warlords in Washington and Tel Aviv have not even imagined.

Emboldened by their adventures in Afghanistan and Iraq, and deluded by the IAEA conclusion that Iraq has no nuclear weapons, the warlords are set to go into a war that will definitely lead to massive bloodshed in the Middle East and the downfall of the United States as we see it. Despite Bush and company's claims that the world is not the same after 9/11, the world remained more or less the same after 9/11. However, their world will surely turn upside down with their miscalculation of going into a third war of aggression in five years.

The Russian and Chinese stakes in this issue cannot be ignored altogether. Attacking Iran would prove too much for Russia and China. Russia has snubbed Washington by announcing it would go ahead and honor a $700 million contract to arm Iran with surface-to-air missiles, slated to guard Iran's nuclear facilities. And after being burned when the US-led Coalition Provisional Authority invalidated Hussein-era oil deals, China has snapped up strategic energy contracts across the world, including in Latin America, Canada and Iran. It can be assumed that both China and Russia will not sit idly by and watch Iran being annihilated by the United States.

If Iran is attacked with lethal force, it will retaliate with the utmost force available at its disposal; that much is certain. Remembering my discussion 9 year ago with a well informed source who was working for the Iranian government, I am pretty sure that the utmost force in the hands of Iran definitely includes nuclear